02 TO 08 JUNE, 2025
۲ تا ۸ جون ۲۰۲۵ ☆☆☆

صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی

CONSUMER WATCH KARACHI

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

WONDER WOMEN ASSOCIATION OF PAKISTAN

WONDER WOMEN®

ASSOCIATION OF PAKISTAN

#IAmWithHER

”ونڈر ویمن ایسوسی ایشن آف پاکستان“ کے زیر اہتمام لکی ون میں شاندار ایونٹ

#I am with HER کے سلوگن کو سراہا گیا، بڑی تعداد میں حاضرین کی شرکت نے پروگرام کو مزید دلکش بنا دیا، پینل ڈسکشن میں زبردست دلچسپی

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹوایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی
● شریعہ ایڈوائزر: مفتی عبداللہ صدیقی ● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ
● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین ● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی
● پریس منیجر: شکیل احمد خان

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

02 TO 08 JUNE, 2025 ☆☆☆ ۲ تا ۸ جون ۲۰۲۵ ☆☆☆

صارفین سے سرکار تک — چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumerwatch.news

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

تو اللہ نے ان پر تسکین نازل فرمائی اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے اور کافروں کی بات کو پست کر دیا۔ اور بات تو خدا ہی کی بلند ہے۔ اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔

سورۃ التوبہ 09- آیت نمبر 40

مجھے ہے حکم اذاں...............!

وزارت خزانہ نے معاشی آؤٹ لک رپورٹ جاری کردی ہے جس کے مطابق حکومت نے پچھلے سال کے مقابلے میں 36 اعشاریہ 7 فیصد زائد ٹیکس وصول کر لیے۔ وزارت خزانہ کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق افراط زر اپریل میں کم ہو کر 0.3 فیصد پر آگیا۔ گندم کی پیداوار کا تخمینہ 28.98 ملین ٹن لگایا گیا۔ آٹو موبائل شعبے میں 95.8 فیصد تک اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ لارج اسکیل مینوفیکچرنگ میں سالانہ بنیادوں پر 1.8 فیصد اضافہ ریکارڈ ہوا۔ لارج اسکیل مینوفیکچرنگ میں ماہانہ 4.6 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔ 22 میں سے 12 صنعتی شعبوں نے مثبت کارکردگی دکھائی کُل محصولات میں 36.7 فیصد اضافہ ہوا، مالی خسارہ کم ہو کر 2.6 فیصد ہو گیا۔ آئی ٹی برآمدات میں 21.1 فیصد رہی، گرین سکوک کا اجراء ہوا جو ماحولیاتی ترقی کی جانب اہم پیشرفت ہے۔ بینظیر انکم کے تحت 409.4 ارب روپے کی امداد تقسیم کی گئی۔ جولائی تا اپریل ترسیلات زر 30.9 فیصد اضافے سے 31 ارب 21 کروڑ ڈالرز رہیں، برآمدات میں 10 ماہ میں 6.8 فیصد کا اضافہ ہوا، درآمدات 11.8 فیصد بڑھیں اور برآمدات 27 ارب 27 کروڑ 60 لاکھ ڈالر رہیں۔ جولائی 2024 تا اپریل 2025 ردرآمدات 48 ارب 62 کروڑ ڈالرز رہیں۔ ایک اور خبر کے مطابق بجٹ 2026-25 کے لیے ٹیکس تجاویز پر کام جاری ہے۔ ایک اور خبر کے مطابق چیئرمین ایف بی آر راشد محمود لنگڑیال کے مطابق مختلف شعبوں کو حاصل ٹیکس چھوٹ پر نظرثانی جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ مالی سال سے ٹیچرز کو 25 فیصد انکم ٹیکس ری بیٹ حاصل ہوگا، رواں سال اساتذہ کو ری بیٹ کی مد میں ریفنڈ دیا جائے گا یا ایڈجسٹمنٹ ہوگی۔ چیئرمین ایف بی آر نے کہا کہ سینیٹ قائمہ کمیٹی برائے خزانہ نے انکم ٹیکس سیکنڈ ترمیمی بل 2025 کی منظوری دے دی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ آئی ایم ایف سے تنخواہ دار طبقے کو ریلیف دلوانے کے لیے کوشاں ہیں، بعض دیگر شعبوں کو بھی ریلیف دینے کے لیے بات چیت ہو رہی ہے۔ چیئرمین ایف بی آر کے مطابق بجٹ میں اساتذہ اور سولر پینل صارفین پر ٹیکس لگانے کا فیصلہ نہیں ہوا، سولر پینلز کی درآمد پر اضافی ٹیکس لگانے کا فیصلہ نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ سولر پینلز پر ٹیکس کی شرح بڑھانے کی کوئی تجویز نہیں ہے۔ حکومت کی جانب سے پیٹرولیم لیوی وصولیوں کی صورت میں عوام کو مہنگائی کا بڑا جھٹکا لگائے جانے کا امکان ہے۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں عوام کو مہنگائی کا ایک اور بڑا جھٹکا لگنے کا امکان ہے، کیونکہ حکومت نے پیٹرولیم لیوی کی مد میں ریکارڈ اضافی وصولیوں کا منصوبہ آئی ایم ایف کے سامنے رکھ دیا ہے۔ ذرائع کے مطابق مالی سال 2025-26 کے دوران پیٹرولیم لیوی سے 1 ہزار 311 ارب روپے کی وصولی کا تخمینہ لگایا گیا ہے، جو موجودہ مالی سال کے ہدف یعنی 1 ہزار 117 ارب روپے سے 194 ارب روپے زائد ہے۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

Top Stories — ٹاپ اسٹوریز

Consumer Watch

PAGE 03

"ونڈر ویمن ایسوسی ایشن آف پاکستان" کے زیر اہتمام لکی ون میں شاندار ایونٹ

PAGE 09

کے الیکٹرک کے حق میں نیپرا کے فیصلے، وفاقی حکومت چیلنج کرے گی

PAGE 06

چین کے شہر لنشیا کی مویشی منڈی میں

PAGE 10

کویت نے پاکستانی شہریوں کیلئے ویزوں کا اجرا شروع کردیا

PAGE 08

سونے کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کنزیومر واچ کی ہفتہ وار رپورٹ

PAGE 11

بٹ کوائن کی مائننگ کیلئے پاکستان کا سنہرا اقدام

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

WONDER WOMEN ASSOCIATION OF PAKISTAN

WONDER WOMEN®
ASSOCIATION OF PAKISTAN
#IAmWithHER

”ونڈر ویمن ایسوسی ایشن آف پاکستان“ کے زیر اہتمام لکی ون میں شاندار ایونٹ

I am with HER# کے سلوگن کو سراہا گیا، بڑی تعداد میں حاضرین کی شرکت نے پروگرام کو مزید دلکش بنادیا، پینل ڈسکشن میں زبردست دلچسپی

شیخ راشد عالم کی زیر نگرانی ایسوسی ایشن کی وائس چیئر پرسن راحیلہ بقائی، صدر شگفتہ راشد، جنرل سکریٹری ضوفشاں عاصم، علینہ مزمل، رمیز رضا، وقار نعیم ودیگر نے متحرک کردار ادا کیا

سمیعہ عاصم نے خوبصورت کمپیئرنگ کی، نجار اشد، گرزین راشد، رفاء عاصم، ضحیٰ عاصم نے نوجوانوں کی نمائندگی کی، پینل ڈسکشن میں اہم شخصیات کی شرکت

اسمبلیوں میں موجود خواتین اراکین کی ذمہ داری ہے کہ وہ خواتین کے حقوق کے لیے کام کریں، مہمان خصوصی شہلا رضا کا تقریب سے خطاب

رپورٹ: نشید آفاقی
فوٹوگرافی: کامران

ہیش ٹیگ آئی ایم وِد ہر (#I am with HER) کے سلوگن کے تحت "ونڈر ویمن ایسوسی ایشن آف پاکستان '' نے لکی ون شاپنگ مال میں ایک خوبصورت محفل سجائی، بڑی تعداد میں حاضرین کی شرکت نے پروگرام کو مزید دلکش بنادیا، لوگوں نے پینل ڈسکشن میں زبردست دلچسپی لی مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے حاضرین کو اپنے اپنے تجربات کے حوالے سے مفید معلومات دیں جس کو حاضرین نے دلچسپی سے سنا اور ماہرین سے سوالات بھی پوچھے، اس موقع پر گیمز کا اہتمام بھی کیا گیا جس میں خواتین، مردوں اور بچوں نے خوشی خوشی حصہ لیا کامیاب ہونے والوں میں گفٹ ہیمپر ز تقسیم کئے گئے سمیعہ عاصم نے خوبصورت انداز میں پروگرام کی کمپیئرنگ کی جس کو بہت پسند کیا گیا، "ونڈر ویمن ایسوسی ایشن آف پاکستان' کے بانی اور روح رواں شیخ راشد عالم کی زیر نگرانی ایسوسی ایشن کی وائس چیئر پرسن راحیلہ بقائی، صدر شگفتہ راشد، جنرل سکریٹری ضوفشاں عاصم، علینہ مزمل، رمیز رضا، وقار نعیم، رمشا یاور ودیگر نے متحرک کردار ادا کیا پروگرام کی مہمان خصوصی سابق ڈپٹی اسپیکر، صوبائی وزیر اور موجودہ رکن قومی اسمبلی سیدہ شہلا رضا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایک عمومی خیال ہے کہ جو عورت پریکٹیکل فیلڈ میں آتی ہے وہ مرد کی عزت نہیں کرتی یہ غلط تاثر ہے ایسا بالکل نہیں ہے انھوں نے کہا کہ مردوں کو چاہیے کہ وہ ورکنگ وومنز کی عزت کریں اور ان کو دوسرے آفس کولیگ کی طرح سمجھیں انہوں نے کہا کہ میری شادی کو 34 سال ہو چکے ہیں میں اور میرے شوہر بہترین انڈراسٹینڈنگ کے ساتھ خوبصورت زندگی گزار رہے ہیں اسمبلیوں میں موجود خواتین اراکین کی ذمہ داری ہے کہ وہ خواتین کے حقوق، ان کو مضبوط بنانے اور ویمن امپاورمنٹ کے لیے کام کریں ایسی خواتین کے پاس کھلا میدان ہوتا ہے سیاست کے شعبے میں رہتے ہوئے ان معاملات پر بہتر انداز میں کام کیا جاسکتا ہے انہوں نے کہا کہ میں ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی رہی یہ عہدہ ایک خاتون کے لیے انتہائی چیلنجنگ ہے ایوان جس میں تجربے کار اراکین اسمبلی موجود ہوتے ہیں ان کو کنٹرول کرنا کوئی آسان کام نہیں ڈپٹی اسپیکر کی حیثیت سے مجھے متعدد بار ایوان چلانے کا موقع ملا میں نے اس عہدے کے تقاضوں کے مطابق بہترین انداز میں ایوان کو چلایا میں ایوان کے قواعد وضوابط پر سختی سے عمل درآمد کراتی تھی جس پر بعض اوقات اراکین اسمبلی ناراض بھی ہو جاتے تھے میری شہرت پڑوسی ملک تک پہنچی اور ان کی ایک نیوز ویب سائٹ پر ایوان کو بہتر انداز میں چلانے کے حوالے سے میرے اقدامات کو سراہا گیا جو میرے لیے فخر کی بات ہے، قبل ازیں جنرل سکریٹری ضوفشاں عاصم نے کنزیومر واچ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہیش ٹیگ آئی ایم وِد ہر (#I am with HER) دراصل مردوں کے لیے ہے کہ

WONDER WOMEN®

ASSOCIATION OF PAKISTAN

#IAmWithHER

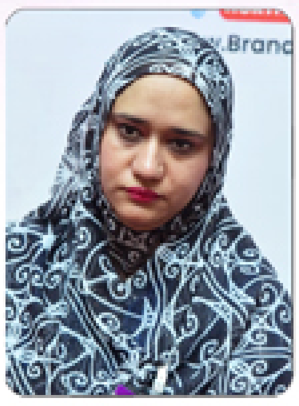

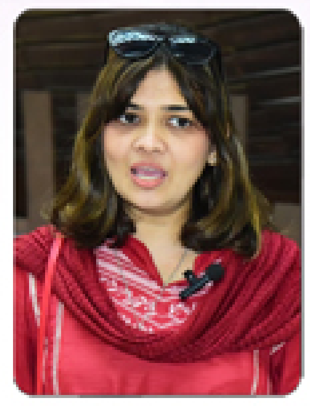

وہ خواتین کے شانہ بشانہ کھڑے ہوں ان کی حوصلہ افزائی کریں اور خواتین کو معاشرے کا کارآمد ستون بنانے میں اپنا کردار ادا کریں اس وقت ملک میں خواتین کی اکثریت ہے اور وہ صلاحیتوں میں بھی مردوں سے کسی بھی طرح کم نہیں لہذا ان کو اداروں میں کلیدی عہدوں پر فائز کیا جانا چاہیے اور ان کی تنخواہ اور دیگر مراعات بھی مردوں کے برابر ہونی چاہیے انھوں نے کہا کہ خواتین کی صحت پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہونا چاہیے مردوں کو چاہیے کہ وہ خواتین کی صحت کا خیال رکھیں خواتین کو سیاست کے میدان میں بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے وہ صرف ریزرو سیٹ پر نہ آئیں بلکہ عام نشستوں پر انتخابات میں حصہ لیں بھرپور انداز میں اپنی انتخابی مہم چلائیں اور کامیاب ہو کر اسمبلیوں میں جائیں انھوں نے کہا کہ خواتین کو ان کی خواہش کے مطابق تعلیم ملنی چاہیے اس میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے انھوں نے کہا کہ سوک لیڈرشپ میں بھی خواتین کا کردار ہونا چاہیے بورڈ ممبرز ہوں والنٹیئر سروس ہو فنڈ ریزنگ ہو ،چاہے ڈونر کے پاس جانا ہو وہاں خواتین کا کردار قائدانہ ہونا چاہیے انھوں نے کہا کہ بچوں کی تعلیم و تربیت صرف خواتین کی ذمہ داری نہیں دونوں ماں باپ کو مل کر بچوں کی تربیت میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے تا کہ وہ اچھے شہری بن سکیں ،انھوں نے شیخ راشد عالم کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ایسوسی ایشن کی کامیابی میں ہمارے قائد کا نمایاں کردار ہے۔اور انہی کا وژن آج آپ سب کے سامنے ہے۔ پروگرام کے دوران وقفے وقفے سے ہونے والے پینل ڈسکشن میں راحیلہ بقائی، شمین خان، ڈاکٹر سائرہ بانو، یسرا سیف، جواد علی، سمیعہ عاصم، ضوفشاں عاصم۔محبوب رضوی ،احسن رضوی، نجا راشد، گرزین راشد، رفاء عاصم، عظمیٰ عاصم، شہناز رمزی، سمعیہ لاری، شیریں خان، کاشف رفیع، حنا انیس نے حصہ لیا۔

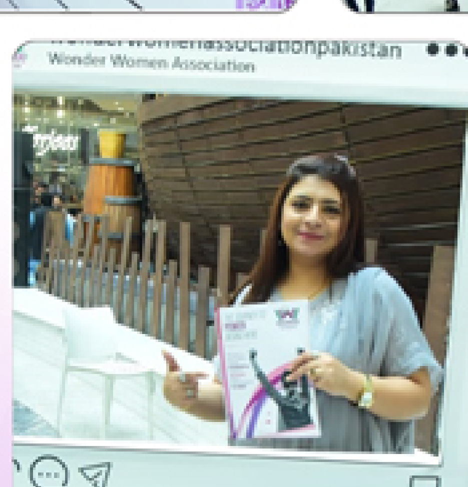

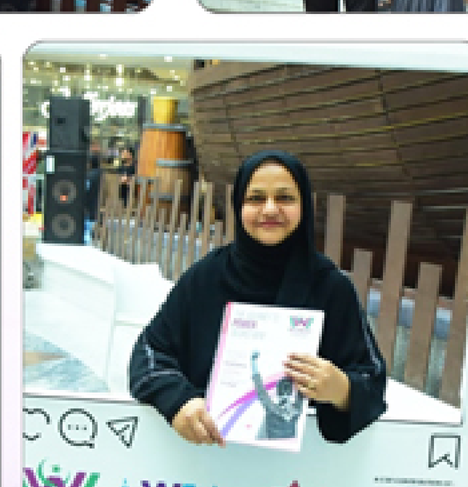
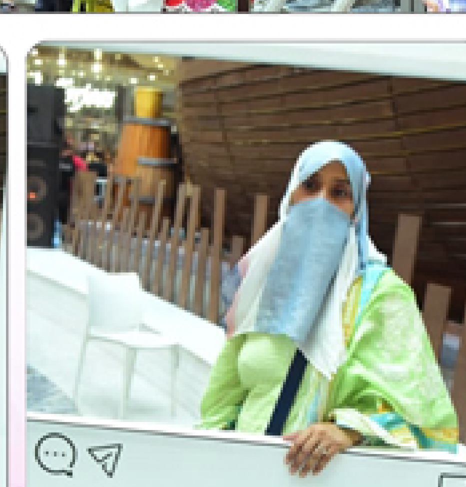

WONDER WOMEN ASSOCIATION OF PAKISTAN

WONDER WOMEN®
ASSOCIATION OF PAKISTAN
#IAmWithHER

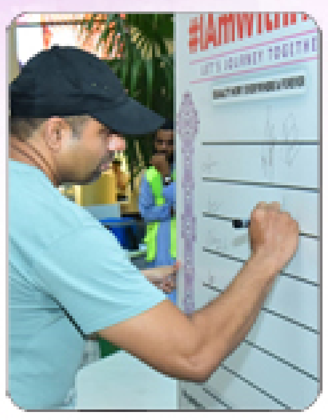
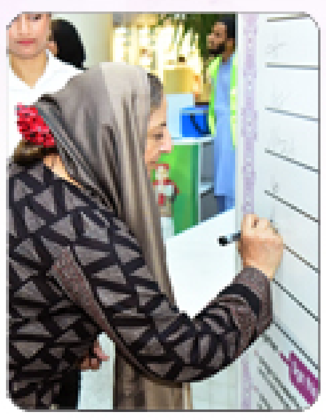

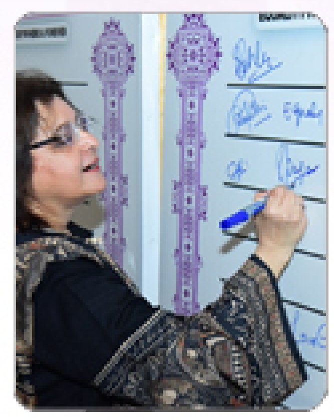
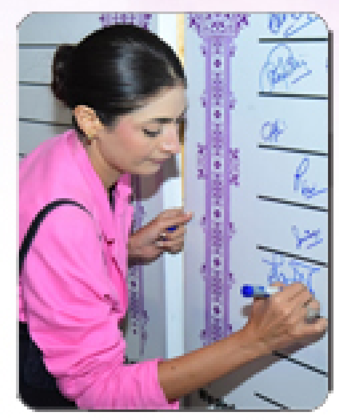
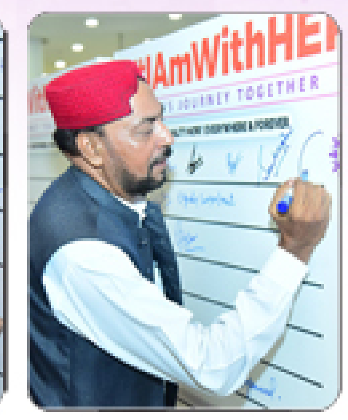

چین کے شہر، لِنشیا کی مویشی منڈی میں

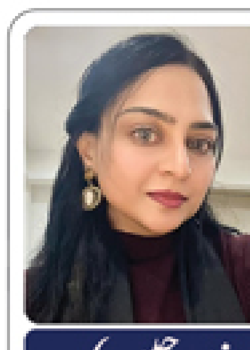

نئے جہاں کی تلاش
ارم زہرا (وینزو، چین)

ایک ہی سوال تھا یہاں کی مویشی منڈی کیسی ہوگی؟
چین کی زمین پر قدم رکھے کئی سال ہو چکے تھے، لیکن لِنشیا کی کشش کچھ اور ہی ہے۔ سنا ہے اس شہر کو "چین کا چھوٹا مکہ" کہا جاتا ہے اور واقعی، یہاں ہر گلی میں ایک خاموش سی دینداری چلتی پھرتی دکھائی دیتی ہے۔ مسجدوں کے اونچے گنبد، سفید ٹوپی پہنے بوڑھے اور بچیاں جن کے اسکارف ہوا کے ساتھ ہلکے سے لرزتے ہیں۔ مجھے لگا جیسے یہ شہر خود دعا میں مصروف ہے۔

صبح دس بجے، ہم نے ٹیکسی لی اور مویشی منڈی کی طرف روانہ ہوئے یعنی میں اور میرے ہمسفر، راستے میں سبزہ، پہاڑ، اور پھلوں کے اسٹالز ایسے لگے تھے جیسے کسی پرانے لوک داستان کی جھلک ہو۔ ٹیکسی ڈرائیور Hui مسلمان تھا، اس نے عربی میں "السلام علیکم" کہا تو میری آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ اس سلام میں اپنائیت تھی، جیسے کراچی کی کسی سڑک پر اجنبی اردو بول اٹھے۔

منڈی کے دروازے پر پہنچ کر ہم کچھ لمحے رک گئے۔ دروازے کے پاس CCTV کیمرے، صاف صفائی، اور نظم و ضبط کا وہ عالم تھا جو ہمارے ہاں عید سے تین دن پہلے ناپید ہو چکا ہوتا ہے۔ لیکن یہاں... ایک عجب ترتیب تھی۔ ہوا میں خنکی تھی، اور لِنشیا کی صبح کچھ ایسی پرسکون تھی جیسے وضو کے بعد کی خاموشی۔ میں، ایک پاکستانی لڑکی، جب اس چینی شہر کے دروازے میں داخل ہوئی تو دل میں کوئی شور نہیں، کوئی آواز نہیں۔ بس جانور تھے اور ان کی آنکھوں میں قربانی کی خاموشی۔

بکرے قطار میں بندھے ہوئے تھے۔ کچھ Hui بچے اپنے والدین کے ساتھ جانور دیکھنے آئے تھے۔ میں نے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا جو بکرے کے کان کو سہلا رہا تھا۔ اس کی ماں نے آہستہ سے کہا۔
''بس دیکھو، چھونا نہیں۔''
میں نے سوچا، یہ ہدایت صرف بکرے کے لیے نہیں، شاید مذہب کے اظہار کے لیے بھی ہے۔
مجھے ایک بکرا بہت پسند آیا۔ سفید رنگ کا، ہلکی بھوری دھاری کے ساتھ۔ میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تو لگا وہ مجھ سے کہہ رہا ہو
''تم پاکستان سے آئی ہو؟ وہاں بھی مجھے قربان کیا جاتا ہے نا؟''
دل کچھ لرز سا گیا۔ میں نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔
منڈی کے ایک کونے میں چینی رسم الخط میں کچھ بورڈز تھے
''زندہ بکرماں برائے فروخت۔'' "活羊出售"
اردو کا ترجمہ ذہن میں آیا تو عجیب سا لگا، جیسے میرے گاؤں کی منڈی کسی اور زبان میں چل رہی ہو۔
میں نے وہاں کچھ Hui دکانداروں سے بات کرنے کی کوشش کی۔ وہ شرمیلے تھے، لیکن احترام سے پیش آئے۔ میرے ہاتھ میں ڈائری دیکھ کر ایک بزرگ نے پوچھا "کیا آپ لکھاری ہیں؟" میں نے کہا "جی، تھوڑا بہت لکھتی ہوں۔ انہوں نے کہا ''تو ہماری عید بھی لکھ دیجیے، جو آوازوں سے خالی ہے لیکن قربانی سے بھری ہوئی ہے۔''

یہ سن کر میں خاموش ہوگئی۔ دل میں ایک نوک سی چبھی۔ واقعی، یہاں کی مویشی منڈی صرف گوشت کی خرید و فروخت کی جگہ نہیں، یہ ایمان، صبر اور نظم کی ایک جیتی جاگتی تفسیر تھی۔
یقیناً یہ منڈی کراچی جیسی نہ تھی۔ نہ وہ شور، نہ ہنگامہ، نہ لاؤڈ اسپیکر پر بکروں کی تعریف۔ یہاں سب کچھ خاموش، سلیقے سے اور مختلف انداز سے تھا۔
بکرے رسیوں سے بندھے، سایہ دار چھتوں کے نیچے اور ہر ایک کی پیشانی پر چھوٹی سی تختی۔
حلال، رجسٹرڈ، قیمت ¥xxxx
ہم نے ایک درمیانے قد کے، چمکدار سفید بکرے کا انتخاب کیا۔
آنکھوں میں سکون تھا، جیسے وہ خود بھی تیار ہو، اپنی آخری منزل کے لیے۔ بیچنے والا Hui مسلمان تھا دھیما لہجہ، صاف لباس، اور گہری مسکراہٹ۔

ہم نے کہا "ہم دوپہر کا کھانا کھا کر واپس آئیں گے، بکرا ہمارے لیے رکھ دیجیے گا؟" وہ مسکرایا، سر ہلایا، اور اگلے ہی لمحے اُس نے جیب سے ایک چھوٹی سی سرخ اسٹیمپ نکالی جس پر چینی زبان میں "售出" (یعنی SOLD) لکھا تھا۔
اُس نے وہ اسٹیمپ بکرے کی تختی پر لگائی
ایک پرانی سی تختی، جس پر جانور کا وزن، عمر اور قیمت درج تھی،
اور اب اُس پر سرخ رنگ میں مہر بند ہو گیا تھا:
"SOLD"۔
یہاں شور مچانے، رسی باندھنے، یا بکرا کھینچنے کی ضرورت نہ تھی۔
ایک اسٹیمپ، ایک وعدہ، اور خریدار کا نام یہی اس منڈی کی شناخت تھی۔
منڈی سے نکلتے ہی سورج بلند ہو چکا تھا، لیکن ہمارے دلوں میں ایک اور روشنی جاگی مسجد جانے کی خواہش۔ ہم نے سیدھا لِنشیا کی جامع مسجد کا رخ کیا۔
وہ مسجد جس کے بارے میں سنا تھا کہ چینی اور اسلامی طرزِ تعمیر کا حسین امتزاج ہے۔ گول مینار، سبز و سفید رنگت، اور دروازے پر خوشبو بکھیرتی لکڑی۔
مسجد کے صحن میں داخل ہوتے ہی ایسا لگا جیسے کراچی کی کسی پرانی جامع مسجد میں قدم رکھ دیا ہو۔ میں پہلی بار Hui کمیونٹی کی مسجد میں گئی تو حیران رہ گئی۔ نہ کوئی لاؤڈ اسپیکر، نہ جمعہ کا ہجوم، نہ اذان کی آواز۔ لیکن دروازے کے باہر جوتوں کی ترتیب نے بتایا کہ عبادت اندر جاری ہے۔
میں مسجد کے باہر رکی رہی، جیسے کسی پرانے خواب کے دروازے پر دستک دے رہی ہوں۔
کچھ دیر بعد، سفید ٹوپی پہنے بزرگ حضرات باہر نکلے۔ ان کے چہروں پر چین کی شہری زندگی کا تھکن زدہ رنگ بھی تھا، اور اللہ کی رضا کا نور بھی۔ ان کے ہلکے ہلکے سلام، دھیمے لہجے، اور محتاط قدم مجھے بتا رہے تھے کہ یہاں دین جتنا مضبوط ہے، اتنا ہی خاموش بھی۔
میں نے ایک بزرگ سے پوچھا "آپ لوگ عید الاضحیٰ کیسے مناتے ہیں؟"
وہ مسکرائے اور بولے "ہماری عید بہت چھوٹی ہے بیٹی، بس چند گھنٹے، خاموشی سے قربانی، پھر گوشت کا تین حصوں میں بٹوارہ، اور پھر روزمرہ کی زندگی۔" میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ کیا یہ چھوٹی عید، درحقیقت سب سے بڑی عبادت نہیں؟
حکومتی قوانین کی وجہ سے وہ زیادہ مذہبی اجتماعات منعقد نہیں کرتے، لیکن ان کے گھروں میں، ان کے دلوں میں، قربانی کا جذبہ زندہ ہے۔ بکرے، بھیڑیں، حتیٰ کہ کبھی کبھار گائیں—سب کو چپکے سے خریدا جاتا ہے، ذبح کیا جاتا ہے، اور گوشت قریبی غریبوں تک پہنچا دیا جاتا ہے۔
یہاں Hui مسلمان اپنے دین کو لباس، خوراک، اور زبان سے نہیں، رویے سے ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے کھانے حلال ہیں، ان کے دل صاف، اور ان کے انداز مہذب۔ میں نے ان کے چہروں پر وہ "خاموش عبادت" دیکھی جو نہ مسجد میں ملتی ہے، نہ کتاب میں، بلکہ صرف دل میں بستی ہے۔
فضا میں سکون تھا، ٹھنڈک تھی، اور دل میں ایک عجیب سی راحت ہم نے وضو کیا، نماز پڑھی، اور دل میں شکر ادا کیا کہ برسوں کا ارمان، آج ایک دن میں پورا ہو رہا ہے نہ صرف لِنشیا دیکھا،
بلکہ اُس مویشی منڈی میں پہنچے جہاں ایمان اور قربانی ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلتے ہیں
لِنشیا کی منڈی سے واپسی کے بعد ایک سوال دل میں گونجتا رہا "اگر کبھی وقت نہ ملے، تو کیا چین میں بکرا آن لائن بھی خریدا جا سکتا ہے؟"
کراچی کی گلیوں میں بکروں کے درمیان چلنا، ان کے سینگ چھونا، آوازیں سننا یہ سب ایک تہذیب ہے لیکن یہاں، چین میں، جہاں ہر چیز QR کوڈ سے جڑی ہو، وہاں قربانی بھی شاید ''ایپ'' میں بدل چکی ہے۔
میں نے لیپ ٹاپ کھولا، JD.com کی ویب سائٹ پر "活羊" (زندہ بکری) لکھا، اور انٹر کا بٹن دبا دیا۔

چند لمحوں میں اسکرین پر درجنوں آپشنز نمودار ہو گئے۔ وزنی بکرے، مختلف نسلیں، قیمتیں، اور ہر جانور کی تفصیل۔ حیرت ہوئی، جیسے مویشی منڈی میری انگلیوں کے نیچے آ گئی ہو۔

مجھے وہ وقت یاد آیا جب ہم کراچی میں بکرا خریدنے نکلتے تھے۔ والد صاحب ہر جانور کی ٹانگیں، دانت اور عمر کا حساب لگاتے، اور ہم بچوں کا کام صرف محبت سے نام رکھنا ہوتا "چھو"، "لالا"، "راجو" لیکن JD.com پر کوئی جانور کا نام نہیں تھا، صرف کوڈ تھا۔ "活羊号XY-358: 32公斤 حلال، ترسیل بشمول ذبح

یہاں قربانی صرف عبادت نہیں، ایک "سروس" بن چکی ہے۔ JD.com پر آپ بکرا خریدتے ہیں، وہ مخصوص دن پر کسی حلال سلاٹر ہاؤس میں ذبح ہوتا ہے اور گوشت پیک ہو کر آپ کے دروازے پر آ جاتا ہے۔ نہ کوئی خون، نہ گلی میں بہتا پانی، نہ تکبیرات کی گونج۔

بس ''اوڈر کنفرم'' اور ''ڈیلیوری کمپلیٹ''۔

میں نے ایک Hui دوکاندار لڑکی سے اس بارے میں پوچھا۔ اس نے مسکرا کر کہا "یہاں ہم عبادت کو آسان بنانے کے قائل ہیں، لیکن دل میں قربانی کا احساس باقی ہے۔" میں خاموش ہو گئی۔ شاید عبادت کا رنگ بدل گیا ہے، لیکن نیت کا خلوص وہی ہے۔ چینی زبان میں آن لائن قربانی کی ترسیل کو کہتے ہیں

"线上宰羊服务"
یعنی "آن لائن ذبح خدمات"

یہ اصطلاح نئی تھی، لیکن روح پرانی وہی ابراہیمی جذبہ، بس انداز کچھ جدید۔ میں نے JD.com پر ایک بکری کو منتخب کیا، صرف تجربے کے لیے لیکن دل میں ایک ہچکچاہٹ تھی کیا عبادت بغیر مٹی کے لمس کے مکمل ہوتی ہے؟

یہاں مخصوص سرچ جیسے "清真活羊" یا Halal Eid" for Goat" کرنے پر کئی فروخت کنندگان سامنے آتے ہیں۔

ہر پوسٹ کے نیچے ذبح کی تاریخ، وزن، حلال سرٹیفکیٹ اور ڈیلیوری تفصیلات لکھی ہوتی ہیں۔

2. JD.com(京东)

JD تھوڑا زیادہ منظم اور تیز سروس فراہم کرتا ہے، خاص طور پر شہر کے اندر certified-Halal slaughterhouses سے قربانی کے جانور پیش کیے جاتے ہیں۔

بعض صورتوں میں، آپ جانور کی ویڈیو بھی دیکھ سکتے ہیں۔

3. Pinduoduo(拼多多)

یہاں کچھ سستے آپشنز ہوتے ہیں، اور Hui علاقوں سے مقامی جانور فروخت کیے جاتے ہیں۔

گروپ خریداری کا نظام بھی ہے، جس سے قیمت میں کمی آتی ہے۔

چین میں رہتے ہوئے مجھے جو سب سے خوبصورت تضاد دیکھنے کو ملا، وہ Hui مسلمانوں کی زندگی میں چھپا تھا۔ ایک طرف گہری مذہبی روایت، اور دوسری طرف مکمل جدیدیت یہ امتزاج مجھے اکثر الجھا دیتا، اور پھر حیران بھی کرتا۔

لِنشیا کی ایک گلی میں، میں نے ایک نوجوان لڑکے کو دیکھا۔ سفید ٹوپی پہنے، ہاتھ میں اسمارٹ فون، اور ایئر پوڈز کان میں وہ مسجد کے صحن میں داخل ہو رہا تھا۔ میں نے دل میں کہا "یہ روایت کا بیٹا ہے یا ٹیکنالوجی کا پجاری؟

لیکن جیسے جیسے میں Hui کمیونٹی کو جاننے لگی، میں نے سیکھا کہ وہ دونوں ہیں اور دونوں میں توازن رکھتے ہیں۔

یہاں Hui لوگ نماز پڑھنے کے بعد لڑکی کے لیے، جیسے میں، حیران کن بھی ہے، اور سبق آموز بھی۔ ہم نے اکثر سنا کہ روایت اور جدیدیت ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔

لیکن Hui لوگوں نے مجھے سکھایا کہ جب دل صاف ہو، تو چہرے پر نور بھی رہتا ہے، اور ہاتھ میں فون بھی۔

خیر ذکر مویشی منڈی کا ہو رہا تھا۔ کراچی کی مویشی منڈی کا نام آتے ہی دل میں ایک شور اٹھتا ہے۔ شور سے بھرپور، زندگی سے لبریز، دھول اور خوشبو کا امتزاج۔ جہاں بچے اپنی پسند کا بکرا ڈھونڈتے ہیں اور والد صاحب قیمت میں کمی کے لیے ایک لمبی بحث چھیڑ دیتے ہیں لیکن چین میں... سب کچھ الگ ہے۔ شاید ایک ذہن ہے یہاں، لیکن وہ شور سے خالی ہے۔ شاید جذبات ہیں، مگر اظہار مہذب اور خاموش سا۔

جب میں نے Taobao یا JD.com جیسے چینی آن لائن پلیٹ فارمز پر Halal""Goat" یا

مقامات پر قربانی ہو سکتی ہے۔

گھروں میں، گلیوں میں، یا کھلے میدان میں ذبح کرنا، ''قانونی طور پر قابلِ سزا'' ہے۔

یہ قانون بظاہر صاف ستھرا نظام قائم رکھنے کے لیے ہےلیکن ایک پاکستانی مسلمان کے لیے، جو مذہب کو اظہار کے ساتھ جیتا ہے، یہ ایک ''خاموش سی دوری'' کا احساس دے جاتا ہے۔

پاکستان میں ہم جس چیز کو روایتی خوشی کہتے ہیں وہ شور، وہ بکرے کی گھنٹی، وہ چھری دھار کرنا۔ یہاں وہ سب کچھ قانون، ضوابط اور احتیاط کے خول میں بند ہے۔ حلال گوشت کی دستیابی بھی

میں مکمل ہو جاتا ہے، لیکن وہ لمس، وہ انتظار، وہ نام رکھنے والا جذبہ وہ کہیں پیچھے رہ جاتا ہے۔

شاید یہی قربانی ہے صرف جانور کی نہیں، اپنی خواہشوں کی بھی اور میں یہ سب دیکھ کر سوچنے لگی ''اگر روایت اور جدیدیت ایک ساتھ چل سکتی ہیں، تو کیا میرے دل میں بھی قربانی کے جذبے اور ڈیجیٹل دنیا کا امتزاج ممکن ہے؟"

مگر یہ جان کر خوشی ہوئی کہ چین میں نہ صرف ڈیجیٹل قربانی کے لیے آن لائن بکرے دستیاب ہیں، بلکہ مویشی منڈیاں بھی باقاعدہ موجود ہیں جو روایت اور جدیدیت کے حسین امتزاج کا ثبوت ہیں۔

"دل کہہ رہا تھا تو قربانی چاہتا ہے، یا قربت؟" اور میں سوچتی رہی... کہ کلک کی قربانی اور ہاتھ کی دعا میں فرق کتنا ہے؟

چین جیسے جدید ملک میں جہاں ہر چیز موبائل سے کنٹرول ہوتی ہے، قربانی کے جانور بھی آن لائن ان پلیٹ فارمز سے خریدے جا سکتے ہیں اور وہ بھی حلال طریقے سے ذبح کے وعدے کے ساتھ۔

میرے موبائل کی اسکرین پر وہ تین پلیٹ فارمز جگمگا اٹھے جن پر چینی مسلمان بکرا، دنبہ یا گائے آن لائن آرڈر کرتے ہیں:

1. Taobao (淘宝)

WeChat پر حلال گوشت کی ترسیل آرڈر کرتے ہیں، عیدی کھانے کی تصویریں Xiaohongshu پر لگاتے ہیں، اور بچوں کو Zoom پر عربی کلاس دلواتے ہیں۔

ان کے گھروں میں قرآن بھی ہوتا ہے، اور Alexa بھی۔

Hui نوجوان لڑکیاں برقعے میں کالج جاتی ہیں، اور واپسی پر تاؤباؤ پر جوتے خریدتی ہیں اُن کے دل ایمان سے بھرے ہیں اور دماغ آگے بڑھنے کے خوابوں سے۔

یہ تضاد نہیں، بلکہ ہم آہنگی ہے جو کسی پاکستانی "活羊" لکھا، تو سامنے آیا ایک ایسا جہاں جہاں بکرے تصویروں میں تھے، قیمت ساتھ درج تھی، اور نیچے چھوٹے چھوٹے نوٹس ''حلال تصدیق شدہ، مخصوص ذبح خانے سے فراہمی، صرف مجاز علاقوں میں ڈیلیوری'' دل میں ایک الجھن ہوئی کیا یہ وہی قربانی ہے جسے ہم ہاتھوں سے چھوتے تھے؟ جس کی رسی تھام کر ہم تکبیر کہتے تھے؟

چین میں مسلمانوں کے لیے مذہبی زندگی ایک الگ نظم میں بندھی ہے۔

قربانی کے لیے جانور خود ذبح کرنا منع ہے۔ صرف لائسنس یافتہ، حکومت سے منظور شدہ

آسان ہے، مگر مشروط۔ بڑے شہروں میں مخصوص Hui دکانیں ہوتی ہیں، جہاں "حلال" کا بورڈ صرف سجاوٹ نہیں، بلکہ اجازت کا ثبوت ہوتا ہے۔

ریسٹورنٹس پر جانے سے پہلے اکثر ایپ پر دیکھنا پڑتا ہے کہ "حلال" نشان موجود ہے یا نہیں۔ یہ آسانی بھی ہے اور مسلسل احتیاط بھی۔

کراچی میں ہم دین جیتے ہیں کھل کر، گلیوں میں، مسجدوں سے باہر نکل کر اور چین میں... مسلمان'' دین محسوس کرتے ہیں۔ اندر، دل میں، خاموشی، لیکن پُر اثر۔

تو ہاں، یہاں جانور خریدنے کا تجربہ ایک کلک

کیا میں بھی لِنشیا کی زمین پر وہی عیدالاضحیٰ منا سکتی ہوں، جو کبھی کراچی کی گلیوں میں منائی تھی؟ کیا وہی قربت، وہی جذبات، یہاں بھی ممکن ہیں؟

یہ سوالات لے کر میں اپنی قربانی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئی ہوں۔ نہ صرف ایک جانور کے انتخاب میں، بلکہ خود کو ایک نئی زمین پر اپنے ایمان کی خوشبو کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش میں بھی۔ اگلی بار لکھوں گی۔ عید الاضحیٰ کے دن کی داستان، جب لِنشیا کی خاموش گلیوں میں ہماری تکبیر گونجے گی اور قربانی صرف ایک رسم نہیں بلکہ دل اور رب کے درمیان بندگی کا تعلق بن جائے گی۔

سونے کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ
کنزیومرواچ کی ہفتہ وار رپورٹ

پاکستان میں سونے کی قیمتیں ایک بار پھر مالیاتی اتار چڑھاؤ اور بین الاقوامی منڈی کے دباؤ کے زیر اثر نمایاں تبدیلیوں کا شکار رہی ہیں۔ 26 مئی سے 29 مئی تک کے چار روزہ دورانیے میں سونے کی قیمتوں میں شدید اتار چڑھاؤ دیکھنے میں آیا، جو ملکی معیشت اور عالمی مالیاتی رجحانات کی عکاسی کرتا ہے

کنزیومرواچ رپورٹ

26 مئی: قیمتوں میں کمی کی ابتدا

26 مئی کو دو روزہ اضافے کے بعد سونے کی قیمت میں نمایاں کمی واقع ہوئی۔ آل پاکستان جیمز اینڈ جیولرز ایسوسی ایشن کے مطابق 24 قیراط فی تولہ سونا 2,600 روپے سستا ہو کر 3,51,500 روپے پر آ گیا، جبکہ 10 گرام سونا 2,228 روپے کی کمی کے بعد 3,01,354 روپے میں فروخت ہوا۔ یہ کمی عالمی منڈی میں سونے کی قیمت میں 3,331 ڈالر فی اونس ہونے کے سبب سامنے آئی۔

27 مئی: کمی میں تسلسل اور شدت

27 مئی کو سونے کی قیمتوں میں مزید گراوٹ آئی۔ فی تولہ سونا 3,600 روپے مزید سستا ہو کر 3,49,900 روپے پر آ گیا، جبکہ 10 گرام سونا 3,086 روپے کی کمی سے 2,98,268 روپے کا ہو گیا۔ 22 قیراط سونا بھی نمایاں طور پر سستا ہوا۔ عالمی منڈی میں قیمت 36 ڈالر گر کر 3,295 ڈالر فی اونس تک آ گئی، جس نے ملکی قیمتوں پر بھی اثر ڈالا۔

28 مئی: کمی کے بعد اچانک اضافہ

دو روزہ کمی کے بعد 28 مئی کو سونے کی قیمتوں میں اچانک اضافہ ہوا۔ فی تولہ سونا 1,400 روپے مہنگا ہو کر 3,49,300 روپے ہو گیا، جبکہ 10 گرام سونا 1,200 روپے اضافے سے 2,99,468 روپے میں فروخت ہونے لگا۔ یہ اضافہ ممکنہ طور پر عالمی منڈی میں سونے کی قیمت کے استحکام اور مقامی طلب میں اضافہ کا نتیجہ تھا۔

29 مئی: قیمتیں مستحکم، منڈی میں سکون

29 مئی کو سونے کی قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ فی تولہ قیمت 3,49,300 روپے اور 10 گرام سونا 2,99,468 روپے پر برقرار رہا۔ عالمی منڈی میں بھی قیمت 3,309 ڈالر فی اونس پر مستحکم رہی، جو ظاہر کرتا ہے کہ مارکیٹ نے گزشتہ دنوں کے اتار چڑھاؤ کے بعد وقتی توازن حاصل کر لیا ہے۔

تجزیہ وتبصرہ:

ان چار دنوں کے دوران سونے کی قیمت میں غیر معمولی اتار چڑھاؤ دیکھنے کو ملا، جس کی چند بڑی وجوہات درج ذیل ہو سکتی ہیں:

.1 عالمی منڈی میں بے یقینی: بین الاقوامی سطح پر سونے کی قیمتوں میں کمی، پھر استحکام، پاکستان جیسے درآمدی ملک میں فوری اثر ڈالتی ہے۔

.2 مقامی سرمایہ کاری کا رجحان: مہنگائی اور کرنسی کی قدر میں کمی کے خدشے کے پیش نظر شہریوں کی بڑی تعداد سرمایہ کاری کے محفوظ ذریعے کے طور پر سونا خریدتی ہے، جو مقامی طلب کو متاثر کرتا ہے۔

.3 معاشی غیر یقینی صورتحال: بجٹ سیزن اور مالیاتی پالیسیاں قیمتوں پر اثر انداز ہو سکتی ہیں، جس سے سرمایہ کار سونا بطور محفوظ اثاثہ اپناتے ہیں۔

نتیجہ:

26 سے 29 مئی کے دوران سونے کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ نے ثابت کیا کہ ملکی و عالمی معاشی صورتحال کے اثرات قلیل مدتی بنیادوں پر سونے کے نرخوں پر براہ راست اثر ڈالتے ہیں۔ ایسے حالات میں صارفین اور سرمایہ کاروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ سونے کی قیمتوں کے رجحانات پر گہری نظر رکھیں اور جلد بازی کے بجائے مستحکم مالی فیصلے کریں۔

عیدالاضحیٰ سے قبل مصالحہ جات کی قیمتوں میں ہوشربا اضافہ، شہری پریشان

عیدالاضحیٰ کی آمد کے ساتھ ہی مہنگائی نے ایک بار پھر عوام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، خصوصاً مصالحہ جات کی قیمتوں میں 20 سے 25 فیصد اضافہ شہریوں کی مشکلات میں مزید اضافہ کر رہا ہے۔ قربانی کی تیاریوں میں مصروف عوام کو اس وقت شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جب وہ بازاروں کا رخ کرتے ہیں تو ہر آئٹم کی قیمت پہلے سے زیادہ نظر آتی ہے۔

مارکیٹ ریٹ:

ہول سیل مارکیٹ میں قیمتوں کی تفصیل کچھ یوں ہے:

لونگ: 3400 روپے فی کلو

کالی مرچ: 3500 روپے فی کلو

گرم مصالحہ: 2800 روپے فی کلو

سرخ مرچ و ہلدی: 700 روپے فی کلو

یہ قیمتیں عام صارف کی پہنچ سے باہر ہو رہی ہیں، خاص طور پر جب ایک متوسط طبقے کا خاندان عید کی تیاریوں کے لئے راشن خریدنے نکلتا ہے۔ ایک شہری نے بتایا کہ "جو راشن پہلے 5 ہزار میں آتا تھا، اب وہی 8 ہزار کا ہو گیا ہے"۔ یہ فرق ان کے بجٹ پر براہ راست اثر انداز ہو رہا ہے۔

عوامل اور وجوہات

.1 بے جا ٹیکسز کا بوجھ:

تاجروں کے مطابق، حکومت کی جانب سے درآمد شدہ مصالحہ جات پر عائد بھاری ٹیکسز نے قیمتوں کو آسمان پر پہنچا دیا ہے۔ خاص طور پر زیرہ، دار چینی، بڑی الائچی، کالی مرچ جیسے مصالحے جو زیادہ تر بیرون ملک سے درآمد کیے جاتے ہیں، ان پر کسٹم ڈیوٹی، سیلز ٹیکس، اور دیگر لیویز کی شرح میں اضافے نے مارکیٹ کی قیمتوں کو متاثر کیا ہے۔

.2 طلب ورسد کا فرق:

عیدالاضحیٰ کے قریب آتے ہی گوشت اور دیگر پکوانوں میں مصالحہ جات کا استعمال بڑھ جاتا ہے۔ اس بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لیے رسد میں کمی واقع ہو جاتی ہے، جس کا براہ راست اثر قیمتوں پر پڑتا ہے۔

.3 ذخیرہ اندوزی:

بعض عناصر کی جانب سے عید سے قبل جان بوجھ کر مصالحہ جات کا ذخیرہ کر لیا جاتا ہے تاکہ طلب کے وقت زیادہ نرخوں پر فروخت کیا جا سکے۔ یہ مصنوعی قلت قیمتوں میں مزید اضافے کا باعث بنتی ہے۔

شہریوں کا ردعمل اور مطالبات:

عوام کی جانب سے شدید ردعمل سامنے آیا ہے۔ شہریوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ضلعی انتظامیہ اور پرائس کنٹرول کمیٹیاں فوری اقدامات کرتے ہوئے مصالحہ جات کی قیمتوں پر کنٹرول کریں۔ ساتھ ہی انہوں نے ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کریک ڈاؤن کی بھی درخواست کی ہے تاکہ عام آدمی بھی خوشیوں کی اس عید میں شامل ہو سکے۔

ماہرین کا تجزیہ:

معاشی تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ عیدین کے مواقع پر مہنگائی ایک روایتی رجحان بنتی جا رہی ہے۔ اگر حکومت نے قیمتوں کے تعین کا مؤثر نظام نہ بنایا تو ہر تہوار عام عوام کے لیے ایک معاشی بوجھ بنتا رہے گا۔ مصالحہ جات جیسے بنیادی اشیاء کی قیمتوں میں بے قابو اضافہ نہ صرف عوامی زندگی متاثر کرتا ہے بلکہ غذائی افراط زر (food inflation) کا بھی باعث بنتا ہے۔

نتیجہ اور تجاویز:

ضرورت اس امر کی ہے کہ:

.1 درآمدی اشیاء پر ٹیکس ریویو کیا جائے تاکہ قیمتوں میں استحکام آئے۔

.2 ذخیرہ اندوزوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

.3 مارکیٹ مانیٹرنگ کا مؤثر نظام قائم کیا جائے جو روزانہ کی بنیاد پر اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر نظر رکھے۔

.4 مقامی پیداوار کو فروغ دیا جائے تاکہ درآمدی انحصار کم ہو۔

اگر بروقت اقدامات نہ کیے گئے تو مہنگائی کا یہ سلسلہ عوام کے لیے ناقابل برداشت بوجھ بنتا جائے گا۔

کنزیومر واچ رپورٹ

کے الیکٹرک کے حق میں نیپرا کے فیصلے، وفاقی حکومت چیلنج کریگی

وفاقی حکومت نے نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی (نیپرا) کی جانب سے کے الیکٹرک کے حق میں حالیہ فیصلوں پر گہرے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے انہیں عوام، صارفین اور ٹیکس دہندگان کے مفادات کے خلاف قرار دیا ہے اور انہیں چیلنج کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ڈان اخبار میں شائع رپورٹ کے مطابق وفاقی وزیرتوانائی اویس لغاری نے ریگولیٹری فیصلوں پر ایک غیر معمولی عوامی تبصرے میں کہا ہے کہ ان کی وزارت کو نیپرا کے حالیہ فیصلوں پر سنجیدہ تحفظات ہیں، جو صرف ٹیرف سے متعلق نہیں بلکہ کے الیکٹرک کو جنریشن، ٹرانسمیشن اور ڈسٹری بیوشن کے لیے جاری کردہ لائسنسز سے بھی متعلق ہیں۔

وفاقی وزیر توانائی اویس لغاری نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایکس (سابقہ ٹوئٹر) پر اپنے بیان میں کہا کہ 'وزارت نے نیپرا کے متعدد فیصلوں پر سنجیدہ تحفظات کا اظہار کیا ہے جو کیا لیکٹرک کو جنریشن، ٹرانسمیشن، ڈسٹری بیوشن اور سپلائی کے لائسنس سے متعلق ہیں، ان فیصلوں کا تعلق ملٹی ایئر ٹیرف کی آئندہ مدت کے لیے سرمایہ کاری کے منصوبے سے بھی ہے'۔ انہوں نے کہا کہ 'یہ فیصلے صارفین کے ٹیرف اور یکساں ٹیرف نظام کے تحت وفاقی حکومت کی سبسڈی پر طویل المدتی اثرات ڈال سکتے ہیں، وزارت ٹرانسمیشن، ڈسٹری بیوشن اور سپلائی سے متعلق حال ہی میں جاری کردہ فیصلوں کا جائزہ لینے کا ارادہ رکھتی ہے'۔

اویس لغاری نے یاد دلایا کہ کے الیکٹرک کے لیے جنریشن ٹیرف سے متعلق پہلے فیصلے پر دسمبر 2024 میں جمع کروائی گئی نظرثانی درخواست تقریباً 6 ماہ سے نیپرا کی توجہ کی منتظر ہے، انہوں نے خبردار کیا کہ یہ تاخیر توانائی کے شعبے اور اس کی سبسڈی کے لیے سنگین مالی اثرات رکھتی ہے۔

باخبر ذرائع کے مطابق پاور ڈویژن کو نیپرا کی جانب سے کے الیکٹرک کے بیس پاور سپلائی ٹیرف میں متعارف کرائے گئے ریکوری لاس بینیفٹ اور ناقابل وصول واجبات کی رائٹ آف کلیمز کے معیار میں تبدیلی پر شدید تحفظات ہیں۔ یہ دونوں اقدامات ٹیرف ڈفرینشل سبسڈی (ٹی ڈی ایس) کی لاگت میں نمایاں اضافے کا سبب سمجھے جا رہے ہیں، جو موجودہ مالی سال کے لیے وفاقی بجٹ سے ٹیکس دہندگان کے پیسوں سے 260 ارب روپے رکھی گئی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ پاور ڈویژن نے نیپرا کے سامنے نظرثانی کی درخواست جمع کرانے کی تیاری شروع کر دی ہے تاکہ کیا لیکٹرک کی جنریشن، ٹرانسمیشن، ڈسٹری بیوشن، سپلائی ٹیرف اور لائسنسز سے متعلق متعدد نکات کو چیلنج کیا جا سکے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ حکومت ڈیپری ایشن، سرمایہ کاری پر منافع، قرضوں کے سود کی شرح اور قرضوں کے حساب کتاب کے طریقہ کار پر بھی غیر مطمئن ہے، اس کا ماننا ہے کہ مالی اداروں کو کے الیکٹرک کی طرف سے ادا کیا جانے والا سود اصل طور پر شمار ہونا چاہیے تھا، مگر موجودہ ٹیرف میں وہ غیر ضروری حد تک زیادہ لگ رہا ہے۔ ذرائع کے مطابق حکومت کا مؤقف ہے کہ نیپرا کے حالیہ فیصلوں کے ذریعے کے۔الیکٹرک کو غیر معمولی منافع دیا گیا ہے، جو اس کے حق سے زیادہ ہے اور سرکاری سبسڈی کے ذریعے نجی اداروں کو فائدہ پہنچانا درست نہیں۔ حکومت کا کہنا ہے کہ نجی اداروں کو بہتر کارکردگی کی بنیاد پر ترقی کرنی چاہیے بصورتِ دیگر نجکاری کے ذریعے عوامی شعبے کی موجودہ صورتحال کو بہتر بنانے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ وزیرتوانائی نے کہا کہ 'اگر ان مخصوص امور کو حل نہ کیا گیا تو یہ نہ صرف صارفین بلکہ پورے ریگولیٹری نظام پر منفی اثر ڈال سکتے ہیں اور پاکستان کی ڈسٹری بیوشن سیکٹر میں نجی شراکت داری کے فروغ کی کوششوں کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں'۔ گزشتہ روز نیپرا نے کے الیکٹرک کے لیے 24-2023 کے لیے بیس ٹیرف 40 روپے فی یونٹ مقرر کیا، جو کہ 2024 کے لیے بجلی کی 10 سرکاری تقسیم کار کمپنیوں (ڈسکوز) کے اوسط 28 روپے فی یونٹ سے تقریباً 40 فیصد زیادہ ہے۔ ڈسکوز کے اوسط ٹیرف اور کیا لیکٹرک کے منظور شدہ زیادہ ٹیرف کے درمیان جو فرق (ڈیلٹا) پیدا ہوتا ہے وہ براہِ راست وفاقی بجٹ کے ذریعے ٹیرف ڈفرینشل سبسڈی (ٹی ڈی اَیس) کی شکل میں ٹیکس دہندگان پر منتقل کر دیا جاتا ہے۔ نیپرا نے اپنی فیصلہ سازی میں کے الیکٹرک کے بلوں کی 100 فیصد وصولی کی بنیاد پر طے کردہ پرانی ٹیرف میکانزم کو تبدیل کیا اور اس کے بجائے وصولی کے نقصانات ٹیرف میں پورا کرنے کی اجازت دے دی، جو مالی 2024 میں 6.75 فیصد سے شروع ہو کر مالی سال 2030 تک بتدریج 3.5 فیصد تک کم ہوں گے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ڈسکوز کا ٹیرف اب بھی بلوں کی 100 فیصد وصولی کی بنیاد پر ہے۔

پی ای بی ایس نے روٹری کلب آف ہائیڈلبرگ شلوس

کے تعاون سے اسکول جانے والے بچوں کیلئے ترقیاتی پروجیکٹ کا آغاز کردیا

پاکستان آئی بینک سوسائٹی (پی ای بی ایس) نے روٹری کلب آف ہائیڈلبرگ-شلوس، جرمنی کے تعاون سے اسکول جانے والے بچوں کیلئے ایک ترقیاتی پروجیکٹ کا آغاز کردیا جو بینائی کا معائنہ اور آنکھوں کے امراض کی تشخیصی صحت کا جائزہ فراہم کرے گا۔ اعلامیہ کے مطابق اس منصوبے کا آغاز ایچ ای ڈاکٹر روڈیگر لوٹز (LotzRuediger) نے پی ای بی ایس ہسپتال میں سرکاری افسران، معززین، طبی برادری اور اسکول کے بچوں کی موجودگی میں کیا۔ انہوں نے اتنے بڑے پیمانے پر پبلک ہیلتھ کمیونٹی پروجیکٹ شروع کرنے پر پی ای بی ایس کی کوششوں کو سراہا۔ پی ای بی ایس جو کہ قدیم ترین این جی اوز میں سے ایک ہے، ملک میں نابینا پن کے خاتمے کیلئے 1968 سے انتھک محنت سے کام کر رہی ہے، وہ اسکول آئی کلینکس کے ذریعے پچھلی تین دہائیوں سے آنکھوں کی صحت میں بہتری اور اسکول کے بچوں کیلئے وکالت کی مہموں میں سرگرم عمل ہیں، آنکھوں کی خرابی 23-25% کی خطرناک شرح سے رپورٹ ہوئی ہے۔ روٹری کلب آف ہائیڈلبرگ-شلوس جرمنی فعال طور پر صحت عامہ کے منصوبے شروع کرتا ہے اور اس طرح اس نے پی ای بی ایس کے ساتھ ہاتھ ملایا ہے جس کی وجہ سے اسکول آئی کلینکس میں تیز رفتاری سے اضافہ ہوا ہے۔ اعلامیہ کے مطابق اس ماہ کے شروع میں جرمنی میں ایک مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کیے گئے تھے، جس کے مطابق روٹری کلب آف ہائیڈل برگ کراچی میں زیر تعلیم علاقوں کے سرکاری اسکولوں کے تقریباً 60 ہزار طلباء کے لیے اسکول آئی کلینکس کے انعقاد کے لیے پی ای بی ایس کو مالی مدد فراہم کرے گا اور نتائج کی طبی تشخیص کا ڈیٹا بیس تحقیق اور تجزیہ کے لیے استعمال کیا جائے گا اور ساتھ ہی دونوں اداروں کے درمیان ایکشن پلان میں مزید بہتری کی نشاندہی کرے گا۔ یہ پی ای بی ایس کے ساتھ ساتھ کسی بھی پاکستانی تنظیم کے ساتھ ہماری پہلی مشترکہ کوشش ہے، ہم صحت کے معیار میں بہتری کے منتظر ہیں اور اسکول آئی کلینکس پروجیکٹ اس سمت میں کافی کردار ادا کرے گا۔ ہمارے بہت سے دوسرے منصوبوں میں سے یہ منصوبہ صحت عامہ کی طرف اڑتے رنگوں میں سامنے آئے گا"، ڈاکٹر ٹلمین کروچ، صدر، روٹری کلب آف ہیڈلبرگ-شلوس نے اپنے آن لائن پیغام میں تبصرہ کیا۔ اس موقع پر صدر پی ای بی ایس قاضی ساجد علی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسکول آئی کلینکس پروجیکٹ اسکول کے طلباء کی صحت پر بڑا اثر ڈالے گا۔ انہوں نے کہا کہ آنکھوں کی خرابیوں کا جلد پتہ لگانا صحت کے خطرات کو کم کرتا ہے اور ہمیں ابتدائی مرحلے میں مناسب علاج فراہم کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ روٹری کلب آف ہائیڈلبرگ شلوس کے ساتھ شراکت داری پی ای بی ایس کے لیے ایک اعزاز ہے اور ہم مستقبل میں مزید تعاون کے منتظر ہیں۔

کراچی میں جرمن قونصل جنرل، ڈاکٹر روڈیگر لوٹز، اور پی ای بی ایس کے صدر قاضی ساجد علی نے پاکستان آئی بینک سوسائٹی (PEBS) اسپتال میں اسکول آنکھیں کلینک منصوبے کا افتتاح کیا، سری لنکن قونصل جنرل جگت اے ورنا بھی افتتاحی تقریب میں شریک ہوئے

کویت نے پاکستانی شہریوں کے لئے ویزوں کا اجرا شروع کر دیا

کویت پاکستانی شہریوں کو روزگار، فیملی وزٹ، سیاحتی اور تجارتی کیٹیگریز میں ویزے جاری کر رہا ہے، سفیر ڈاکٹر ظفر اقبال کی تصدیق

2011 سے پاکستانی شہریوں کو کویت کے ویزا حاصل کرنے میں مشکلات تھیں اور کویت کی جانب سے ویزے جاری نہیں کیے جا رہے تھے

سرکاری طور پر پاکستانیوں کو ویزے کے اجرا پر کوئی پابندی نہیں تھی کچھ مخصوص کلیئرنس درکار تھیں اور اس طریقہ کار میں کافی وقت لگ رہا تھا

'یہ کوئی نئی اجازت نہیں کیونکہ ویزوں پر باضابطہ پابندی عائد نہیں کی گئی تھی، یہ ویزوں کے اجرا کے عمل کو تیز اور آسان کرنے کا معاملہ ہے

بی بی سی رپورٹ

خلیجی ریاست کویت نے پاکستانی شہریوں کو ویزوں کا اجرا شروع کر دیا ہے۔ کویت میں پاکستان کے سفیر ڈاکٹر ظفر اقبال نے بی بی سی کو اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہے کہ رواں برس مئی سے پاکستانی شہریوں کو مختلف ویزوں کے لیے منظوری ملنا شروع ہو گئی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اس وقت کویت پاکستانی شہریوں کو روزگار، فیملی وزٹ، سیاحتی اور تجارتی کیٹیگریز میں ویزے جاری کر رہا ہے۔

واضح رہے کہ سنہ 2011 سے پاکستانی شہریوں کو کویت کے ویزا حاصل کرنے میں مشکلات تھیں اور پاکستانی شہریوں کو کویت کی جانب سے ویزے جاری نہیں کیے جا رہے تھے۔ اس بارے میں وضاحت دیتے ہوئے کویت میں پاکستانی سفیر ڈاکٹر ظفر اقبال نے کہا کہ 'سرکاری طور پر یا باضابطہ طور پر پاکستانیوں کو ویزے کے اجرا پر کوئی پابندی نہیں تھی تاہم پاکستان ان ممالک میں شامل تھا جن کے شہریوں کو کچھ مخصوص کلیئرنس درکار تھیں اور اس طریقہ کار میں کافی وقت لگ رہا تھا۔'

انھوں نے مزید بتایا 'جیسا کہ وہ آجر جو پاکستانیوں کو مختلف شعبوں میں ملازمتوں کے لیے بھرتی کرنا چاہتے تھے انھیں ان مطلوبہ کلیرنس میں بہت زیادہ انتظار کرنا پڑتا اور اس لیے وہ اکثر اوقات دوسرے ممالک کے شہریوں کو ترجیح دے رہے تھے۔'

کویت میں پاکستانی سفیر ڈاکٹر ظفر اقبال کا کہنا تھا کہ 'پاکستانی شہریوں سے متعلق کلیرنس کے ضوابط تقریباً 17، 18 سال پہلے رائج ہوئے تھے جبکہ کویت میں روزگار کے لیے مقیم پاکستانی کمیونٹی کے مطابق یہ سلسلہ سنہ 2006، 2007 سے شروع ہوا تھا۔'

اس سوال پر کہ کویت کی جانب سے پاکستانی شہریوں کو ویزے جاری کرنے کا سلسلہ کب شروع ہوا ڈاکٹر ظفر اقبال کا کہنا تھا کہ 'ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہوا کیونکہ تکنیکی طور پر یہ کبھی بند ہی نہیں ہوا تھا۔' تاہم انھوں نے بتایا کہ کویت نے رواں ماہ سے درخواستوں پر ویزوں کا اجرا شروع کیا۔

حکومتِ پاکستان نے ویزوں کے اجرا کو یقینی بنانے کے لیے کیا اقدامات اٹھائے؟

اس بارے میں بات کرتے ہوئے کویت میں پاکستانی سفیر ڈاکٹر ظفر اقبال نے کہا یقیناً پاکستان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ 'ہم پاکستانی شہریوں کے لیے ویزوں کے اجرا کے عمل کو تیز اور آسان بنائیں اور اس ضمن میں مسلسل کام کرتے رہے ہیں۔' ان کا کہنا تھا کہ پاکستان اور کویت کے قریبی سفارتی، عسکری، تجارتی اور برادرانہ تعلقات ہیں۔ دونوں ممالک اس معاملے سمیت متعدد امور پر کام جاری رکھیں گے۔

کیا ویزوں کے اجرا کی اجازت مستقل ہے یا کچھ خاص مدت کے لیے ہے؟

اس بارے میں بات کرتے ہوئے کویت میں پاکستانی سفیر ڈاکٹر ظفر اقبال کا کہنا تھا کہ 'یہ کوئی نئی اجازت نہیں کیونکہ ویزوں پر باضابطہ پابندی کبھی عائد نہیں کی گئی تھی۔ یہ ویزوں کے اجرا کے لیے عمل کو تیز اور آسان کرنے کا معاملہ ہے اور اس سلسلے میں کسی دورانیہ کا تعین نہیں کیا گیا۔'

کیا کویتی حکومت نے اس سلسلے میں پاکستان کو کوئی باضابطہ تصدیق کی؟

اس سوال پر ان کا کہنا تھا کہ 'ہم کویتی حکام کے ساتھ مسلسل رابطے میں ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اس سلسلے میں کبھی بھی کوئی سرکاری پابندی نہیں تھی لہذا یہ بات قابل فہم ہے کہ ہمیں اس پیشرفت کے بارے میں کوئی سرکاری تصدیق نہیں ملے گی۔'

ان کا مزید کہنا تھا کہ 'لیکن ہم کویتی حکام کے ساتھ مسلسل اس ضمن میں مصروف عمل ہیں اور اس عمل کو آسان کر دیا گیا ہے اور لوگوں کی ویزا درخواستوں پر کارروائی شروع کر دی گئی ہے اور ان کمپنیوں کو ویزے جاری کیے جا رہے ہیں جو پاکستانی ہنرمند کارکنوں کو بھرتی کرنے اور ویزوں کے لیے درخواست دینا چاہتی ہیں۔ کمپنیوں یا کفیل کی ساکھ اور معلومات اس عمل میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔' ڈاکٹر ظفر اقبال کا کہنا تھا کہ اسی طرح بزنس اور وزٹ ویزوں پر بھی عملدرآمد کیا جا رہا ہے اور اس عمل میں آسانی پیدا کر دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ اس سے قبل سنہ 2021 میں بھی تقریباً دس برس تک پابندی کے بعد کویتی وزیراعظم شیخ صباح الخالد الصباح اور اس وقت کے وزیر داخلہ شیخ رشید احمد کے درمیان ملاقات میں پاکستانی خاندانوں اور تاجروں کو دوبارہ ویزا دینے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔

کویت میں کام کرنے کا طریقہ کار

دراصل کویت میں کام کرنے کے لیے آپ جس کمپنی یا کفیل کے ساتھ کام کرنے جاتے ہیں وہاں سے ایک اسپانسر لیٹر آتا ہے جس کی بنیاد پر ویزا لگایا جاتا۔ جو کمپنی یا شخص آپ کو سپانسر لیٹر بھیجتا ہے وہ کفیل کہلاتا ہے جسے اقامے یعنی کویت میں رہنے کے رہائشی پرمٹ میں تجدید کرنے کا حق ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ زیادہ تر پاکستانی کفیل کی طرف سے بھیجے گئے سپانسر پر ہی ویزہ حاصل کر کے کویت جاتے ہیں اور ان کے روزگار کا زیادہ تر دارومدار کفیل کے ساتھ تعلقات پر منحصر ہوتا ہے۔

پاکستان اور کویت کے تعلقات

کویت میں پاکستانی سفیر ڈاکٹر ظفر اقبال نے پاکستان اور کویت کے تعلقات کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے کویت کے ساتھ مضبوط اور تاریخی تعلقات ہیں اور یہ وقت کے ساتھ مزید مضبوط اور گہرے ہو رہے ہیں۔

ان کے مطابق کویت میں 90 ہزار سے زائد پاکستانی مقیم ہیں اور ملک کو سالانہ تقریباً ایک ارب ڈالر کی ترسیلات زر بھیجتے ہیں جو کہ فی کس اوورسیز پاکستانیوں کے لحاظ سے پہلے نمبر پر ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ رواں مالی سال کے دوران کویت نے پاکستان میں مزید سرمایہ کاری کی ہے۔ خلیجی ممالک سے پاکستان میں سرمایہ کاری کے حوالے سے کویت متحدہ عرب امارات کے ساتھ سرفہرست ممالک میں شامل ہے۔ کویت کو کی جانے والی پاکستان برآمدات میں گزشتہ دس ماہ میں 35 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ 'توقع ہے کہ ویزوں کی سہولت سے کویت کے ساتھ عوامی تعلقات مزید مضبوط ہوں گے اور اس میں نمایاں اضافہ ہو گا۔' یاد رہے کہ کویت کے ساتھ پاکستان کے سفارتی تعلقات اکتوبر 1963 میں قائم ہوئے تھے۔ دونوں ممالک کے مضبوط سفارتی تعلقات ہیں اور اقوام متحدہ، او آئی سی، ایف اے ٹی ایف وغیرہ سمیت مختلف بین الاقوامی فورمز پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ کویتی حکومت نے پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں سنہ 2011 میں پاکستانیوں کے لیے ہر قسم کے ویزے کے اجرا پر مبینہ طور پر پابندی عائد کی تھی۔ اس کی وجہ پاکستان کی سکیورٹی صورتحال بتائی گئی تھی۔ یہ پابندی صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ ایران، شام اور افغانستان پر بھی لگائی گئی تھی۔ اس دوران اگرچہ نئے ویزے جاری نہیں ہوتے تھے تاہم جن کے پاس پہلے سے اقامے موجود تھے ان کی معیاد میں تجدید ہوتی رہتی تھی۔

بِٹ کوائن کی مائننگ کے لئے پاکستان کا سنہرا اقدام

دو ہزار میگاواٹ بجلی مختص، کرپٹو کرنسی کو تاحال قانونی حیثیت حاصل نہیں ہے تاہم اس اعلان کو اس سمت میں پہلا بڑا قدم سمجھا جا رہا ہے

اس اقدام کا مقصد سرپلس یا اضافی بجلی کو منافع بخش اثاثے میں تبدیل کرنا اور جدید ٹیکنالوجی کی بنیاد پر روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہے

پاکستان میں جو بجلی ضائع ہو رہی تھی یا پوری طرح استعمال نہیں ہو رہی تھی، اب اُسے بٹ کوائن مائننگ اور اے آئی ڈیٹا سینٹرز میں استعمال کیا جا سکے گا

کرپٹو مائننگ کے لیے سب سے بڑا چیلنج یہی ہے کہ سستی بجلی کیسے فراہم کی جائے، یعنی وہ قیمت کیا ہو جس پر یہ منصوبہ مالی طور پر فائدے مند ہو، ماہرِ اقتصادیات

بی بی سی رپورٹ

حکومت پاکستان نے بٹ کوائن کی مائننگ اور مصنوعی ذہانت کے ڈیٹا سینٹرز کے لیے دو ہزار میگاواٹ بجلی مختص کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اگرچہ ملک میں کرپٹو کرنسی کو تاحال قانونی حیثیت یا فریم ورک حاصل نہیں ہے تاہم اس اعلان کو اس سمت میں پہلا بڑا اقدم سمجھا جا رہا ہے۔

وزارتِ خزانہ کے مطابق اس اقدام کا مقصد سرپلس یا اضافی بجلی کو منافع بخش اثاثے میں تبدیل کرنا، جدید ٹیکنالوجی کی بنیاد پر روزگار کے مواقع پیدا کرنا، اربوں ڈالر کی براہِ راست غیر ملکی سرمایہ کاری کو ملک میں لانا اور قومی خزانے کے لیے خطیر زرمبادلے کا حصول ہے۔

بیان کے مطابق پاکستان میں جو بجلی ضائع ہو رہی تھی یا پوری طرح استعمال نہیں ہو رہی تھی، اب اُسے بٹ کوائن مائننگ اور اے آئی ڈیٹا سینٹرز میں استعمال کیا جا سکے گا۔' یہ مراکز مسلسل اور زیادہ مقدار میں بجلی استعمال کرتے ہیں، اس سے اضافی بجلی کا مؤثر استعمال ممکن ہوگا اور حکومت کو زرمبادلہ کمانے کا موقع ملے گا۔' خیال رہے کرپٹو مائننگ، خاص طور پر بٹ کوائن مائننگ ایک ایسا ڈیجیٹل عمل ہے، جس میں طاقتور کمپیوٹرز ڈیجیٹل حساب کتاب کے ذریعے نئی کرپٹو کرنسی بناتے اور ٹرانزیکشنز کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس کے لیے بڑی مقدار میں بجلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بٹ کوائن مائننگ پولینڈ جیسے ایک چھوٹے ملک جتنی توانائی استعمال کرتی ہے۔ سنہ 2021 میں کیمبرج یونیورسٹی کے محققین نے بی بی سی کو بتایا تھا کہ بٹ کوائن مائننگ میں سالانہ تقریباً 121.36 ٹیرا واٹ آور توانائی استعمال ہوتی ہے جو ارجنٹینا کی سالانہ بجلی کی کھپت کے برابر ہے۔ کیمبرج کے تازہ اعداد و شمار کے مطابق بٹ کوائن نیٹ ورک اس وقت تقریباً 21.35 گیگاواٹ بجلی استعمال کر رہا ہے جو سالانہ 187.13 ٹیرا واٹ آور بنتی ہے۔ یہ ارجنٹینا، نیدرلینڈز اور متحدہ عرب امارات جیسے ممالک کی سالانہ توانائی کھپت سے بھی زیادہ ہے۔ اس مضمون میں ہم نے کرپٹو اور توانائی کے شعبوں سے وابستہ ماہرین سے بات کر کے یہ جاننے کی کوشش کی ہے کہ حکومت کا یہ منصوبہ کس حد تک قابلِ عمل ہے، اس پر عمل درآمد میں کن رکاوٹوں کا سامنا ہو سکتا ہے اور اس سے ممکنہ طور پر کیا فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر محمد اورنگزیب نے کہا ہے کہ حکومت کا یہ فیصلہ کہ بٹ کوائن مائننگ اور اے آئی ڈیٹا سینٹرز کے لیے 2000 میگاواٹ اضافی بجلی دی جائے گی، پاکستان کی ڈیجیٹل ترقی کی جانب ایک اہم قدم ہے جس سے اضافی بجلی کو ٹیکنالوجی، سرمایہ کاری اور زرمبادلہ میں بدلا جا سکے گا۔ وزارتِ خزانہ کی جانب سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ یہ منصوبہ پاکستان کرپٹو کونسل (پی سی سی) کی قیادت میں شروع کیا جا رہا ہے جو وزارتِ خزانہ کے ماتحت ایک سرکاری ادارہ ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ پاکستان جغرافیائی اور اقتصادی لحاظ سے ایک منفرد مقام رکھتا ہے جو ایشیا، یورپ اور مشرق وسطیٰ کے درمیان ایک ڈیجیٹل پل بن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی عالمی کمپنیاں یہاں کرپٹو مائننگ اور ڈیٹا سینٹرز میں سرمایہ کاری میں دلچسپی لے رہی ہیں۔ بیان کے مطابق ضائع ہونے والی بجلی کو اب بٹ کوائن مائننگ اور اے آئی ڈیٹا سینٹرز میں استعمال کر کے اس سے فائدہ اٹھایا جائے گا اور حکومت کو زرمبادلہ کمانے کا موقع ملے گا۔ پاکستان کرپٹو کونسل کے سی ای او بلال بن ثاقب کا کہنا ہے کہ اگر اس شعبے کو قانون سازی، شفافیت اور عالمی تعاون کے ساتھ فروغ دیا جائے تو پاکستان کرپٹو اور اے آئی کا عالمی مرکز بن سکتا ہے۔ ان کے مطابق یہ قدم نہ صرف سرمایہ کاری کے دروازے کھولتا ہے بلکہ حکومت کو امریکی ڈالر میں آمدنی حاصل کرنے کا موقع بھی دیتا ہے۔ مستقبل میں حکومت بٹ کوائن کو 'نیشنل والیٹ' میں محفوظ کر کے قیمتی ڈیجیٹل اثاثے جمع کر سکتی ہے جو ایک بڑی معاشی تبدیلی ثابت ہو سکتی ہے۔

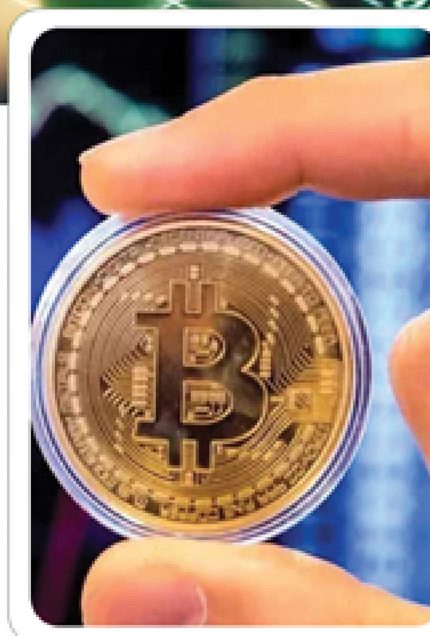

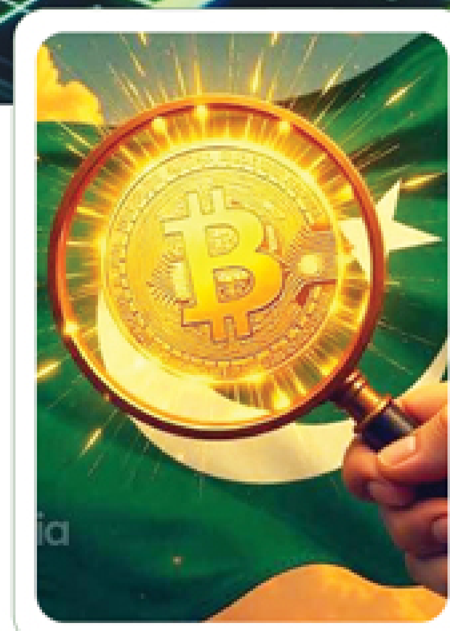

وزارت کے مطابق پاکستان میں بجلی کی قیمت انڈیا اور سنگاپور جیسے ممالک کے مقابلے میں کم ہے جہاں مہنگی بجلی اور زمین کی قلت اس شعبے کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ پاکستان کے پاس سستی بجلی، دستیاب زمین اور افرادی قوت جیسے وسائل موجود ہیں جو اسے اس شعبے میں آگے بڑھنے کا نایاب موقع فراہم کرتے ہیں۔ یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ حال ہی میں دنیا کی سب سے بڑی انٹرنیٹ سب میرین کیبل (افریقہ ٹو کیبل پراجیکٹ) پاکستان پہنچی ہے جو انٹرنیٹ کی رفتار، ڈیٹا سکیورٹی اور کنیکٹیویٹی کو بہتر بنائے گی اور یہی عوامل ڈیٹا سینٹرز کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ وزارت کے مطابق پاکستان کی 25 کروڑ سے زائد آبادی اور چار کروڑ سے زیادہ کرپٹو صارفین اسے خطے کی بڑی ڈیجیٹل طاقت بنا سکتے ہیں۔ مقامی اے آئی ڈیٹا سینٹرز سے نہ صرف ڈیٹا پر خودمختاری بڑھے گی بلکہ آئی ٹی، انجینیئرنگ اور ڈیٹا سائنسز میں ہزاروں نئی نوکریاں بھی پیدا ہوں گی۔ ماہرِ اقتصادیات عمار حبیب خان کا کہنا ہے کہ کرپٹو مائننگ کے لیے سب سے بڑا چیلنج یہی ہے کہ سستی بجلی کیسے فراہم کی جائے، یعنی وہ قیمت کیا ہو جس پر یہ منصوبہ مالی طور پر فائدے مند ہو۔ بی بی سی سے بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ کرپٹو مائننگ اُس وقت ہی منافع بخش ہوتی ہے جب بجلی کی قیمت 4-5 سینٹ فی یونٹ ہو جبکہ پاکستان میں جو سرپلس بجلی موجود ہے وہ زیادہ تر جنوبی علاقوں میں درآمدی کوئلے سے پیدا ہو رہی ہے عمار کے مطابق دوسرا بڑا چیلنج یہ ہے کہ اگر حکومت کرپٹو منصوبوں کے لیے رعایتی نرخ پر بجلی فراہم کرتی ہے تو پھر وہی نرخ دیگر صنعتوں کو بھی دینے ہوں گے، کیونکہ آئی ایم ایف پروگرام کے تحت کسی بھی شعبے کے ساتھ امتیازی سلوک یا سبسڈی کی اجازت نہیں ہے۔ عمار حبیب خان کا کہنا ہے کہ یہ صرف کرپٹو کے حوالے سے نہیں بلکہ کسی بھی شعبے کے لیے ایک اصولی معاشی پالیسی ہونی چاہیے کہ اگر اضافی بجلی دستیاب ہے تو اسے ایسی صنعتوں کے استعمال میں لایا جائے جن سے برآمدات میں اضافہ ممکن ہو اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں۔

صارفین سے سرکار تک
کنزیومر واچ
ایڈیٹر: نشید آفاقی
CONSUMER WATCH KARACHI

ایک شام ڈاکٹر زبیر فاروق العرشی کے نام

کاروان شعروسخن ٹورنٹو، کینیڈا کے زیر اہتمام منائی گئی شام کی صدارت اردو ادب کی معتبر شخصیت ڈاکٹر سید تقی عابدی نے کی

ڈاکٹر زبیر فاروق دبئی سے تعلق رکھتے ہیں وہ عربی گھرانے میں پیدا ہونے والے بلند پایہ ادیب، شاعر، گلوکار اور موسیقار ہیں

زندگی کے گہرے تجربات، انسانی جذبات، دکھ، درد، محبت اور دیگر مسائل کی عکاسی ڈاکٹر زبیر فاروق کی شاعری میں ہوتی ہے

معروف شعراء کرام نے اپنا خوبصورت کلام پیش کیا اور خوب داد وصول کی، اس خوبصورت محفل کو مدتوں فراموش نہیں کیا جا سکے گا

بشارت ریحان کینیڈا میں اردو ادب کے فروغ کے لیے کوشاں ہیں یہ مشاعرے ان کی اردو ادب سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہیں

جہانِ امریکا

حمیرا گُل تشنہ

کاروان شعروسخن ٹورنٹو، کینیڈا کے زیر اہتمام ڈاکٹر زبیر فاروق العرشی کے ساتھ ایک شام منائی گئی جس کی صدارت اردو ادب کی معتبر شخصیت ڈاکٹر سید تقی عابدی نے کی۔ اس شام ہمیں امریکہ سے خصوصی طور پر بحیثیت اعزازی مہمان شرکت کی دعوت دی گئی۔ تقریب میں معروف شعرا کرام نے اپنا کلام پڑھا اور حاضرین محفل سے داد وصول کی۔

اردو ادب کی دنیا کی بہت معتبر شخصیت ڈاکٹر زبیر فاروق کی کینیڈا مشاعرے کے سلسلے میں آمد ہوئی۔ اس مشاعرے کے دوسرے ہی دن ہمیں انتظامیہ کی طرف سے فون آیا جس میں ہمیں ڈاکٹر زبیر فاروق صاحب کے جشن میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ ڈاکٹر زبیر فاروق دبئی سے تعلق رکھنے والے عربی گھرانے میں پیدا ہونے والے ایک بلند پایہ ادیب، شاعر، سنگر اور موسیقار ہیں جنھوں نے اردو زبان وادب میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اب جبکہ کینیڈا میں ان کے اعزاز میں ایک شاندار جشن منعقد کیا گیا، تو یہ موقع ڈاکٹر زبیر فاروق کی علمی اور ادبی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے بہترین ہے۔

ڈاکٹر زبیر فاروق کا ادبی سفر کئی دہائیوں پر محیط ہے۔ انہوں نے نہ صرف شاعری میں اپنا لوہا منوایا، بلکہ موسیقی کے میدان میں بھی اہم کارنامے انجام دیے۔ ایک عربی گھرانے میں پیدائش ہوئی، دبئی میں مقیم ہونے کے باوجود، ان کی اردو سے محبت ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ انھوں نے اردو ادب کی ترویج وترقی کے لیے بین الاقوامی سطح پر کام کیا۔ ان کی شاعری نہ صرف پاکستان اور ہندوستان میں، بلکہ خلیجی ممالک اور دیگر عالمی برادری میں بھی سراہی جاتی ہے

ڈاکٹر زبیر فاروق کی شاعری میں کلاسیکل رچاؤ اور جدید احساس کی آمیزش نظر آتی ہے۔ ان کے کلام میں زندگی کے گہرے تجربات، انسانی جذبات، دکھ، درد اور محبت کے مسائل کی عکاسی ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ انھوں نے مزاحیہ شاعری میں بھی بہت کام کیا۔

کینیڈا میں ڈاکٹر زبیر فاروق کے اعزاز میں منعقد ہونے والا یہ جشن نہ صرف ان کی ادبی عظمت کو سلام پیش کرے گا، بلکہ یہ اردو زبان کے بین الاقوامی فروغ کا بھی ایک اہم سنگ میل ثابت ہوگا۔ کینیڈا میں اردو بولنے والی کثیر آبادی موجود ہے۔ کاروان شعروسخن ٹورنٹو کینیڈا کے زیر اہتمام ہونے والی ادبی تقریب لوگوں کو انہیں اپنی زبان وثقافت سے جوڑے رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

جشن میں ڈاکٹر تقی عابدی نے زبیر فاروق کی تخلیقات پر علمی و ادبی گفتگو کی، اور عرب گھرانے سے تعلق رکھنے اور اردو مادری زبان نا ہونے کے باوجود ڈاکٹر زبیر فارق صاحب کی کاوشوں کو سراہا۔ ڈاکٹر زبیر فاروق صاحب نے خود اپنی منتخب غزلیں پیش کریں، سترمشاعرے کو یادگار بنادیا۔

ڈاکٹر زبیر فاروق صرف دبئی یا کینیڈا تک محدود نہیں، بلکہ ان کا ادبی کام پوری دنیا میں پذیرائی حاصل کر چکا ہے۔ انہیں متعدد بین الاقوامی ادبی انعامات سے نوازا جا چکا ہے۔ کینیڈا میں ان کا یہ جشن اردو زبان کی عالمی سطح پر پذیرائی کی ایک اور کڑی ہے۔

جشن میں ڈاکٹر زبیر فاروق صاحب کی شخصیت کے کئی پہلو سامنے آئے۔ اپنے کلام کو دھن دینا اور اس کی میوزک کمپوزنگ کرنا، یہ سارے پہلو دیکھ کر ان کی سادہ مزاجی اور اردو شاعری سے ان کی والہانہ محبت کو ثبوت ہے۔

مزید یہاں کاروانِ شعروسخن کی ادبی خدمات کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں۔ جس قدر بشارت ریحان صاحب کینیڈا میں اردو ادب کے فروغ کے لیے کوشاں ہیں یہ مشاعرے ان کی اردو ادب سے محبت وخلوص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

ڈاکٹر زبیر فاروق کی شخصیت اور ادبی خدمات ہمارے لیے باعث فخر ہیں۔ کینیڈا میں ان کے اعزاز میں منعقد ہونے والا یہ جشن نہ صرف ان کے چاہنے والوں کے لیے ایک خوشی کا موقع ہے، بلکہ یہ اردو ادب کی عالمی سطح پر ترقی کی ایک اور روشن مثال بھی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ تقریب اردو زبان کے فروغ میں ایک نئی روح پھونکے گی اور آنے والی نسلوں کو اپنی ثقافتی ورثے سے جوڑے رکھنے کی تحریک دے گی۔

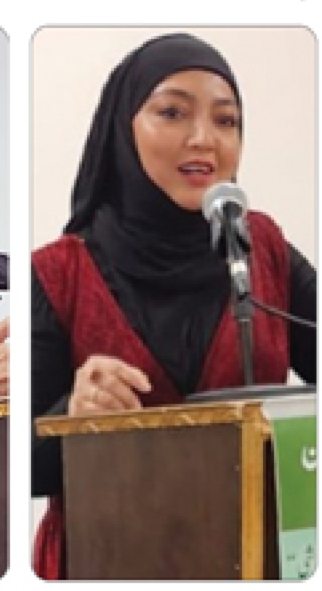

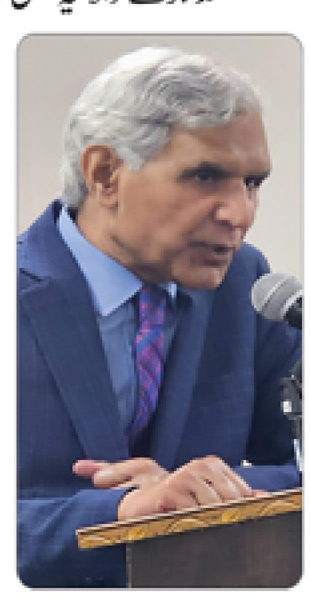

جانوروں کے حقوق اور تحفظ: کینیڈا کی جامع کوششیں

عکسِ خیال

ڈاکٹر بشارت ریحان (کینیڈا)

تعارف اور تاریخی پس منظر

کینیڈا نے جانوروں کے حقوق اور تحفظ کے لیے ایک مربوط نظام وضع کیا ہے جو وفاقی، صوبائی اور علاقائی سطح پر کام کرتا ہے۔ کینیڈا میں جانوروں کے تحفظ کی تاریخ 1887 میں شروع ہوتی ہے جب ساسکیچوان میں لاسٹ ماؤنٹین لیک کو جنگلی پرندوں کے تحفظ کے لیے مخصوص کیا گیا، جو شمالی امریکہ کا پہلا وفاقی پرندہ محفوظ علاقہ بنا۔ 1916 میں برطانیہ اور امریکہ کے درمیان مائیگریٹری برڈز کنونشن پر دستخط ہوئے، جس کے بعد کینیڈا نے 1917 میں مائیگریٹری برڈز کنونشن ایکٹ پاس کیا۔

1947 میں ڈومینین وائلڈ لائف سروس کا قیام عمل میں آیا جو بعد میں کینیڈین وائلڈ لائف سروس کے نام سے جانا جانے لگا۔ 1973 میں کینیڈا وائلڈ لائف ایکٹ پاس ہوا جس نے نیشنل وائلڈ لائف ایریاز کے قیام، انتظام اور تحفظ کو ممکن بنایا۔ آج کینیڈا میں 55 سے زائد نیشنل وائلڈ لائف ایریاز موجود ہیں جو جانوروں اور پودوں کے لیے قومی اہمیت کے حامل مساکن کا تحفظ کرتے ہیں۔

قانونی فریم ورک اور تحفظ کے اقدامات

وفاقی قوانین

کینیڈا میں جانوروں کے تحفظ کا بنیادی قانونی فریم ورک کریمنل کوڈ آف کینیڈا کے سیکشن 445 سے 447 پر مشتمل ہے، جو جانوروں کے ساتھ ظلم کو ایک مجرمانہ جرم قرار دیتا ہے۔ سیکشن 445.1 کسی بھی شخص کو جان بوجھ کر جانور یا پرندے کو غیر ضروری درد، تکلیف یا چوٹ پہنچانے سے منع کرتا ہے۔ سیکشن 446 نقل و حمل کے دوران جانوروں کے ساتھ جان بوجھ کر لاپرواہی برتنے یا گھریلو یا قید میں رکھے گئے جنگلی جانوروں کی مناسب دیکھ بھال نہ کرنے کو ممنوع قرار دیتا ہے۔

2016 میں ماڈرنائزنگ اینیمل پروٹیکشن ایکٹ (بل C-246) پیش کیا گیا تھا جو جانوروں کو حساس وجود کے طور پر تسلیم کرنے، مجرمانہ غفلت کے مقدمات چلانے کو آسان بنانے اور شارک فنز، بلی اور کتے کی کھال کی درآمد پر پابندی لگانے کا مطالبہ کرتا تھا، لیکن یہ بل 5 اکتوبر 2016 کو ہاؤس آف کامنز میں مسترد کر دیا گیا۔

صوبائی اور علاقائی قوانین

کینیڈا کے تمام صوبوں اور علاقوں کے پاس جانوروں کی بہبود کے تحفظ کے لیے اپنے قوانین ہیں۔ مثال کے طور پر:

– کیوبیک: 2015 میں کیوبیک کی نیشنل اسمبلی نے قانون سازی کی جس میں کہا گیا کہ "جانور چیزیں نہیں ہیں بلکہ حیاتیاتی ضروریات والے حساس وجود ہیں"۔ بل 54، این ایکٹ ٹو امپروو دی لیگل سچویشن فار اینیملز نے کیوبیک کے جانوروں کی فلاح و بہبود کے سابقہ دفعات کو تبدیل کر دیا اور جانوروں کے ساتھ ظلم، غفلت اور تشدد کے لیے جرمانے کو بڑھا کر $250,000 تک کر دیا۔

– انٹاریو: 2019 میں انٹاریو حکومت نے پراونشل اینیمل ویلفیئر سروسز (PAWS) ایکٹ پاس کیا جس میں معمولی پہلے جرم کے لیے $75,000 اور بڑے کارپوریٹ جرم کے لیے $1 ملین تک کے جرمانے مقرر کیے گئے۔

– برٹش کولمبیا: برٹش کولمبیا میں صوبائی سطح پر جانوروں کے ساتھ ظلم کے جرم کے لیے

$75,000 تک کا
جرمانہ اور دو سال تک کی قید
کی سزا ہو سکتی ہے۔

صنفی تحفظ کے پروگرام

کینیڈا نے متعدد بین الاقوامی معاہدوں پر دستخط کیے ہیں جن میں شامل ہیں:

– پولر بیئرز کے تحفظ کا معاہدہ (1973): کینیڈا، ڈنمارک (گرین لینڈ)، ناروے، سوویت یونین اور امریکہ نے پولر ریچھوں کے تحفظ کے لیے ایک کثیر جہتی معاہدے پر دستخط کیے۔

– سائٹس (1975): جنگلی جانوروں اور پودوں کی خطرے سے دوچار انواع کے بین الاقوامی تجارت کے کنونشن پر کینیڈا نے دستخط کیے، جو کہ وائلڈ اینیمل اینڈ پلانٹ پروٹیکشن اینڈ ریگولیشن آف انٹرنیشنل اینڈ انٹر پروونشل ٹریڈ ایکٹ کے ذریعے کینیڈا میں نافذ کیا جاتا ہے۔

– رامسر کنونشن (1981): بین الاقوامی اہمیت کے حامل ویٹ لینڈز کے تحفظ کا کنونشن جس کا مقصد تمام ویٹ لینڈز کا تحفظ اور عقلمندانہ استعمال ہے۔

جانوروں کے حقوق کی اسلامی تعلیمات

اگرچہ کینیڈا ایک سیکولر ملک ہے، لیکن اسلامی تعلیمات جانوروں کے حقوق کے بارے میں واضح ہدایات فراہم کرتی ہیں جو کہ کینیڈین قوانین کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔ اسلام نے جانوروں کو عذاب دینا حرام قرار دیا ہے اور ان کے ساتھ شفقت اور رحم کا معاملہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔

نبی کریم نے ارشاد فرمایا: "ہر زندہ اور تر جگر رکھنے والے جانور (کی تکلیف دور کرنے) میں ثواب ہے"۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جس کو

اس نے باندھ کر رکھا تھا،
یہاں تک کہ بھوکی پیاسی مرگئی۔
اسلام نے جانوروں کو نشانہ بنانے، ان کو آپس

میں لڑانے اور بلاوجہ تکلیف دینے سے منع فرمایا ہے۔ یہ تعلیمات کینیڈا کے جانوروں کے تحفظ کے قوانین کے ساتھ مماثلت رکھتی ہیں جو جانوروں کو غیر ضروری تکلیف دینے سے منع کرتے ہیں۔

چیلنجز اور تنقیدی جائزہ

اگرچہ کینیڈا نے جانوروں کے تحفظ کے لیے قابل تعریف اقدامات کیے ہیں، لیکن کئی چیلنجز باقی ہیں:

.1 قانونی خلا: کریمنل کوڈ میں جانوروں کو اب بھی جائیداد کے طور پر درجہ بندی کیا گیا ہے، نہ کہ حساس وجود کے طور پر۔

.2 صوبائی اختلافات: صوبائی قوانین میں نمایاں اختلافات موجود ہیں، جس سے ملک بھر میں یکساں تحفظ یقینی بنانا مشکل ہو جاتا ہے۔

.3 عام طریقہ کار کی مستثنیات: زیادہ تر صوبائی جانوروں کے ساتھ ظلم کے قوانین شکار، پھندے لگانے اور کھیتی باڑی کے طریقوں کو عام طور پر قبول شدہ طریقوں کے طور پر مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔

.4 نفاذ کی کمزوری: جانوروں کے تحفظ کے قوانین کا نفاذ مختلف صوبوں میں مختلف ہوتا ہے اور کہیں کہیں ناکافی ہے۔

.5 جانوروں کے احساسات کی محدود تسلیم: اگرچہ کریمنل کوڈ تسلیم کرتا ہے کہ جانور تکلیف محسوس کر سکتے ہیں، لیکن اس میں جانوروں کے شعور اور مثبت جذبات کا تجربہ کرنے کی صلاحیت کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔

سفارشات

اور مستقبل کے اقدامات

کینیڈا میں جانوروں کے حقوق اور تحفظ کو مزید بہتر بنانے کے لیے درج ذیل سفارشات کی جا سکتی ہیں:

.1 وفاقی سطح پر حساسیت کی تسلیم: وفاقی حکومت کو چاہیے کہ وہ کیوبیک کے راستے پر چلتے ہوئے قومی سطح پر قانون سازی کرے جو جانوروں کو حساس وجود کے طور پر تسلیم کرے۔

.2 قوانین کی ہم آہنگی: صوبائی اور وفاقی قوانین میں ہم آہنگی پیدا کی جائے تاکہ ملک بھر میں جانوروں کو یکساں تحفظ فراہم کیا جا سکے۔

.3 نفاذ کے نظام کو مضبوط بنانا: جانوروں کے تحفظ کے قوانین کے نفاذ کے لیے مزید وسائل اور تربیت یافتہ اہلکار فراہم کیے جائیں۔

.4 عوامی آگاہی: جانوروں کے حقوق اور تحفظ کے بارے میں عوامی آگاہی بڑھانے کے لیے مہمات چلائی جائیں۔

.5 تحقیق اور مانیٹرنگ جانوروں کی بہبود کے معیارات کو بہتر بنانے اور ان کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے مزید تحقیق اور مانیٹرنگ کے نظام قائم کیے جائیں۔

کینیڈا نے جانوروں کے حقوق اور تحفظ کے لیے ایک جامع نظام وضع کیا ہے جو وفاقی، صوبائی اور علاقائی سطح پر کام کرتا ہے۔ تاریخی طور پر کینیڈا نے جنگلی حیات کے تحفظ میں عالمی رہنمائی کی ہے، جیسا کہ 1973 میں کینیڈا وائلڈ لائف ایکٹ اور پولر بیئرز کے تحفظ کے معاہدے سے ظاہر ہوتا ہے۔ تاہم، اب بھی کئی چیلنجز موجود ہیں جن پر قابو پانے کی ضرورت ہے۔

کیوبیک کی 2015 کی قانون سازی جس میں جانوروں کو "حساس وجود" کے طور پر تسلیم کیا گیا، ایک مثبت قدم ہے جسے دیگر صوبوں اور وفاقی سطح پر اپنایا جانا چاہیے۔ اسلامی تعلیمات جو جانوروں کے ساتھ رحم اور شفقت کے سلوک پر زور دیتی ہیں، کینیڈین قوانین کے ساتھ ہم آہنگ ہیں اور انہیں جانوروں کے حقوق کے تحفظ کی عالمی کوششوں میں اہم شراکت کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ مستقبل میں، کینیڈا کو چاہیے کہ وہ جانوروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے اپنے قوانین کو مزید بہتر بنائے، ان کے نفاذ کو مضبوط بنائے اور عوامی آگاہی بڑھانے کے لیے مسلسل کوششیں جاری رکھے تاکہ تمام جانوروں کو مناسب تحفظ اور احترام مل سکے۔

پاکستان کو 6 ارب ڈالر سے زائد کی غیر ملکی معاونت موصول

وزارتِ اقتصادی امور کی رپورٹ میں انکشاف

کنزیومر واچ رپورٹ

پاکستان کو مالی سال 2024-25 کے ابتدائی 10 ماہ (یعنی جولائی 2024 سے اپریل 2025 تک) کے دوران مختلف دوطرفہ، کثیرالجہتی شراکت داروں، کمرشل قرض دہندگان اور دیگر ذرائع سے مجموعی طور پر 6.086 ارب ڈالر کی غیر ملکی معاونت حاصل ہوئی ہے۔ یہ انکشاف وزارتِ اقتصادی امور کی جانب سے جاری کردہ تازہ ترین رپورٹ میں کیا گیا ہے۔

وزارت کے مطابق اس معاونت میں پراجیکٹ ایڈ اور نان پراجیکٹ ایڈ دونوں شامل ہیں، جس سے ملک کی معاشی ضروریات کو پورا کرنے، ترقیاتی منصوبوں کو جاری رکھنے، اور مالیاتی خسارے کو کم کرنے میں مدد ملی ہے۔

کثیرالجہتی شراکت داروں کی معاونت

اعداد و شمار کے مطابق کثیرالجہتی شراکت داروں کی جانب سے پاکستان کو 2.979 ارب ڈالر کی معاونت موصول ہوئی، جو کل معاونت کا تقریباً نصف ہے۔ ان شراکت داروں میں عالمی و علاقائی مالیاتی ادارے شامل ہیں، جو ترقیاتی منصوبوں کی مالی معاونت کے لیے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ایشیائی ترقیاتی بینک (ADB) نے 1.253 ارب ڈالر کی خطیر رقم فراہم کی، جو بنیادی طور پر بنیادی ڈھانچے، توانائی، تعلیم، اور زراعت کے منصوبوں پر صرف کی جائے گی۔

ایشین انفراسٹرکچر انویسٹمنٹ بینک (AIIB) نے 87.58 ملین ڈالر کی معاونت دی، جو کہ مختلف انفراسٹرکچر منصوبوں کے لیے مختص ہے۔

یورپی انویسٹمنٹ بینک (EIB) کی جانب سے 10.53 ملین ڈالر دیے گئے۔

انٹرنیشنل بینک فار ری کنسٹرکشن اینڈ ڈیولپمنٹ (IBRD) نے 281.70 ملین ڈالر کی مالی امداد فراہم کی۔

انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ ایسوسی ایشن (IDA) نے 790.82 ملین ڈالر کی خطیر رقم فراہم کی، جو عموماً انتہائی رعایتی شرائط پر دی جاتی ہے۔

انٹرنیشنل فنڈ فار ایگریکلچرل ڈیولپمنٹ (IFAD) کی جانب سے 36.93 ملین ڈالر موصول ہوئے۔

اسلامی ترقیاتی بینک (IsDB) نے مختلف مدات میں 149.07 ملین ڈالر فراہم کیے، جب کہ قلیل مدتی معاونت کی مد میں 375.72 ملین ڈالر بھی فراہم کیے گئے۔

اوپیک فنڈ فار انٹرنیشنل ڈیولپمنٹ کی جانب سے 4.05 ملین ڈالر دیے گئے۔

یہ ادارے پاکستان کی معیشت کے مختلف شعبوں میں بہتری لانے کے لیے مسلسل تعاون فراہم کر رہے ہیں، خاص طور پر توانائی، صحت، تعلیم، اور زراعت کے شعبے۔

دوطرفہ شراکت داروں کی معاونت

مالی سال کے ان ابتدائی 10 ماہ میں مختلف ممالک کی حکومتوں سے بھی پاکستان کو 371.59 ملین ڈالر کی مالی معاونت موصول ہوئی۔ یہ معاونت باہمی تعلقات کے تحت فراہم کی جاتی ہے اور عموماً نرم شرائط یا گرانٹس کی صورت میں ہوتی ہے۔

چین کی جانب سے 99.17 ملین ڈالر فراہم کیے گئے، جو سی پیک سمیت دیگر منصوبوں میں صرف کیے جائیں گے۔

فرانس نے 110.61 ملین ڈالر دیے، جو خاص طور پر ماحولیاتی تبدیلی، آبی وسائل، اور شہری ترقیاتی منصوبوں کے لیے مختص کیے گئے۔

جرمنی نے 33.23 ملین ڈالر، جاپان نے 30.33 ملین ڈالر، اور جنوبی کوریا نے 12.05 ملین ڈالر کی معاونت دی۔

کویت نے 24.40 ملین ڈالر، اومان نے 2.95 ملین ڈالر، سعودی عرب نے 17.63 ملین ڈالر، اور امریکہ نے 41.23 ملین ڈالر فراہم کیے۔

یہ تمام رقوم پاکستان کے ساتھ دوستی اور شراکت داری کی عکاسی کرتی ہیں اور مختلف سماجی و اقتصادی ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی جا رہی ہیں۔

دیگر ذرائع سے معاونت

اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کو جاری مالی سال کے پہلے 10 ماہ میں غیر ملکی کمرشل قرضوں کی مد میں 760.14 ملین ڈالر موصول ہوئے، جو عموماً زیادہ شرح سود پر حاصل کیے جاتے ہیں اور قلیل مدتی مالی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ نیا پاکستان سرٹیفکیٹس کے ذریعے 1.610 ارب ڈالر کی خطیر رقم اکٹھی کی گئی۔ یہ سرٹیفکیٹس اوورسیز پاکستانیوں کے لیے جاری کیے گئے، تاکہ وہ ملک کی ترقی میں براہ راست سرمایہ کاری کر سکیں۔

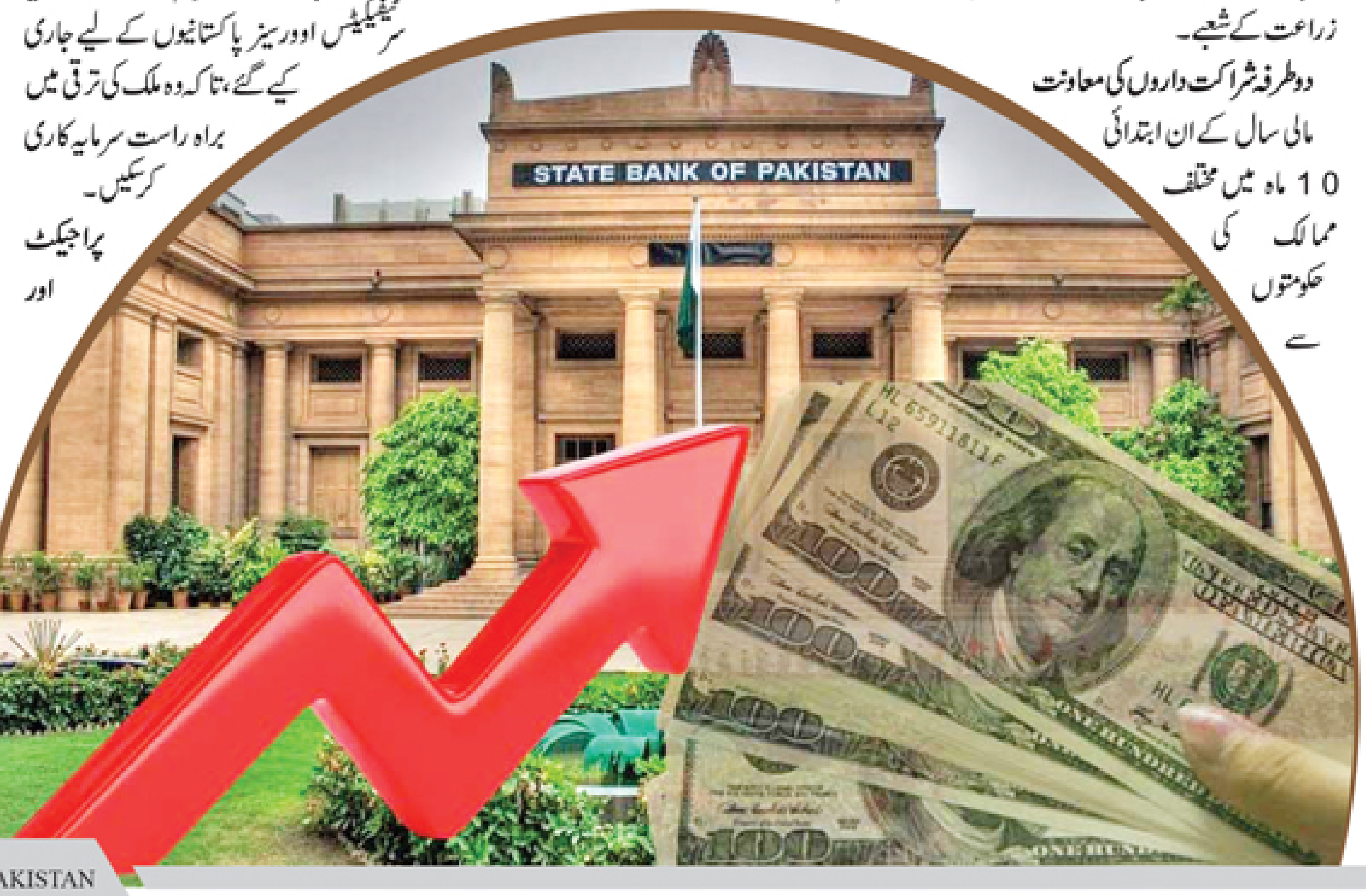

پراجیکٹ اور نان پراجیکٹ ایڈ کی تفصیل

مالیاتی معاونت کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. پراجیکٹ ایڈ: اس مد میں پاکستان کو 2.637 ارب ڈالر موصول ہوئے، جو کہ مختلف ترقیاتی منصوبوں، جیسے کہ سڑکوں، پلوں، اسکولوں، اسپتالوں، ڈیموں، اور دیگر انفراسٹرکچر منصوبوں کے لیے استعمال کیے جا رہے ہیں۔

2. نان پراجیکٹ ایڈ: اس زمرے میں 3.448 ارب ڈالر موصول ہوئے، جو عام طور پر بجٹ سپورٹ، ادائیگیوں کے توازن، اور مالی خسارے کو کم کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

یہ اعداد و شمار اس بات کا ثبوت ہیں کہ پاکستان کو عالمی برادری کی جانب سے مالی معاونت مسلسل حاصل ہو رہی ہے، تاہم اس کے ساتھ ساتھ حکومتِ پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان رقوم کا مؤثر اور شفاف استعمال یقینی بنائے تاکہ پائیدار ترقی کو فروغ دیا جا سکے۔

عالمی اداروں اور ممالک کی طرف سے فراہم کی جانے والی یہ مالی امداد نہ صرف پاکستان کی معیشت کو سہارا دے رہی ہے بلکہ ترقیاتی اہداف کے حصول میں بھی کلیدی کردار ادا کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کو اپنی اندرونی محصولات میں اضافہ، مالیاتی نظم و ضبط، اور کرپشن کے خاتمے کے لیے بھی اقدامات کرنے ہوں گے تاکہ خود انحصاری کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

تارکین وطن کی ترسیلات زر میں پاکستان خطے کے دوسرے ممالک سے بہت پیچھے

کنزیومرواچ نیوز

رواں مالی سال میں پاکستان کے لیے38ارب ڈالر کی متوقع ترسیلات زر کی آمد کے باوجود، پاکستان کی فی تارکین وطن ترسیلات خطے کے ہم مرتبہ ممالک کے مقابلے میں نمایاں طور پر کم ہے۔ رپورٹ کے مطابق پالیسی ریسرچ اینڈ ایڈوائزری کونسل (پی آر اے سی) کی جانب سے پیر کے روز جاری کی گئی رپورٹ میں بتایا گیا کہ 2013 سے 2023 کے درمیان ترسیلات زر میں سالانہ اوسط 6.1 فیصد کی کمپاؤنڈ شرح سے اضافہ ریکارڈ کیا گیا، مگر فی فرد ترسیلات کا حجم اب بھی دیگر ممالک سے کم ہے۔2023 میں پاکستان کی فی تارکین وطن ترسیلات زر 2 ہزار 529 ڈالر رہیں، جو کہ فلپائن (16 ہزار 780 ڈالر)، تھائی لینڈ (9 ہزار 709 ڈالر)، میکسیکو(5ہزار914ڈالر)، چین(4ہزار626 ڈالر) اور بھارت (3 ہزار 906 ڈالر) کے مقابلے میں خاصی کم ہیں۔رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بھی شدید اتار چڑھاؤ دیکھنے میں آیا ہے، جس کی بڑی وجوہات میں عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں عدم استحکام، سیاسی غیر یقینی صورتحال اور ملکی معیشت کے اندرونی ساختی مسائل شامل ہیں۔مثال کے طور پر، 2016 میں پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر 23 ارب 5 کروڑ ڈالر تھے، جو کم ہو کر 2023 میں 11 ارب 3 کروڑ ڈالر تک آ گئے، جو بمشکل تین ہفتوں کی درآمدات کو پورا کرنے کے لیے کافی تھے۔پی آر اے سی نے اس اتار چڑھاؤ کو ساختی چیلنجز سے منسلک کیا جن میں ٹیکسٹائل سیکٹر پر حد سے زیادہ انحصار، محدود برآمدی تنوع، بڑھتی ہوئی درآمدات، روپے کی قدر میں تیزی سے کمی اور معمولی ترسیلات زر شامل ہیں۔ رپورٹ میں روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس (آر ڈی اے) اور نیا پاکستان سرٹیفکیٹس جیسے حالیہ اقدامات کے اثرات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ اگرچہ ان

اقدامات نے ترسیلات زر اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو جزوی طور پر بڑھایا ہے، مگر ان کے فوائد زیادہ تر رئیل اسٹیٹ جیسے غیر پیداواری شعبوں تک محدود رہے ہیں، جس سے صنعتی یا زرعی پیداوار میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔ پی آر اے سی نے ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ہدفی اصلاحات تجویز کی ہیں، جن میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹس پر پیداوار کو گھریلو مالیاتی پالیسی سے ہم آہنگ کرنا، ترسیلات زر کی منتقلی پر اخراجات میں کمی، آر ڈی اے فنڈز کی خصوصی اقتصادی زونز اور ایگرو پروسیسنگ شعبوں میں ترسیل اور کارپوریٹ فارن کرنسی اکاؤنٹس پر ضابطوں کو آسان بنانا شامل ہیں۔مزید برآں، رپورٹ میں زرمبادلہ کے ذخائر کے بہتر انتظام کے لیے ایک منظم فلوٹ یا 'پیگ اینڈ ریویلیو' نظام کی سفارش کی گئی ہے، جو کرنسی کو حقیقی مؤثر شرح مبادلہ سے منسلک کرتا ہے۔رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ فکسڈ اور فلوٹنگ ایکسچینج ریٹ نظام کے درمیان بار بار کی تبدیلیوں نے روپے کی قدر کو متاثر کیا، جس کے باعث تجارتی خسارہ بڑھا، درآمدات مہنگی ہوئیں اور اقتصادی استحکام کو دھچکا پہنچا۔نتیجتاً، رپورٹ اس بات پر زور دیتی ہے کہ پاکستان کو اپنے زرمبادلہ کے ذخائر کے انتظام کے لیے ایک زیادہ مستحکم اور حکمت عملی پر مبنی فریم ورک اپنانا ہوگا، تا کہ کرنسی کے اتار چڑھاؤ سے بچا جاسکے، اقتصادی لچک پیدا کی جاسکے، اور برآمدات کی بنیاد پر پائیدار ترقی حاصل کی جاسکے۔اگرچہ ترسیلات زر نے خود کو ایک حد تک لچکدار ذریعہ ثابت کیا ہے، تاہم رپورٹ کے مطابق یہ پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر کے لیے واحد بفر کے طور پر کافی نہیں ہیں۔ روشن ڈیجیٹل اکاؤنٹس اور نیا پاکستان سرٹیفکیٹس جیسے اقدامات نے بیرونِ ملک مقیم پاکستانیوں کی ترسیلات اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو بڑھانے میں مدد ضرور دی ہے، مگر ان کے فوائد زیادہ تر رئیل اسٹیٹ جیسے غیر پیداواری شعبوں تک محدود رہے ہیں، اور صنعتی و زرعی ترقی پر ان کا اثر انتہائی معمولی رہا ہے۔

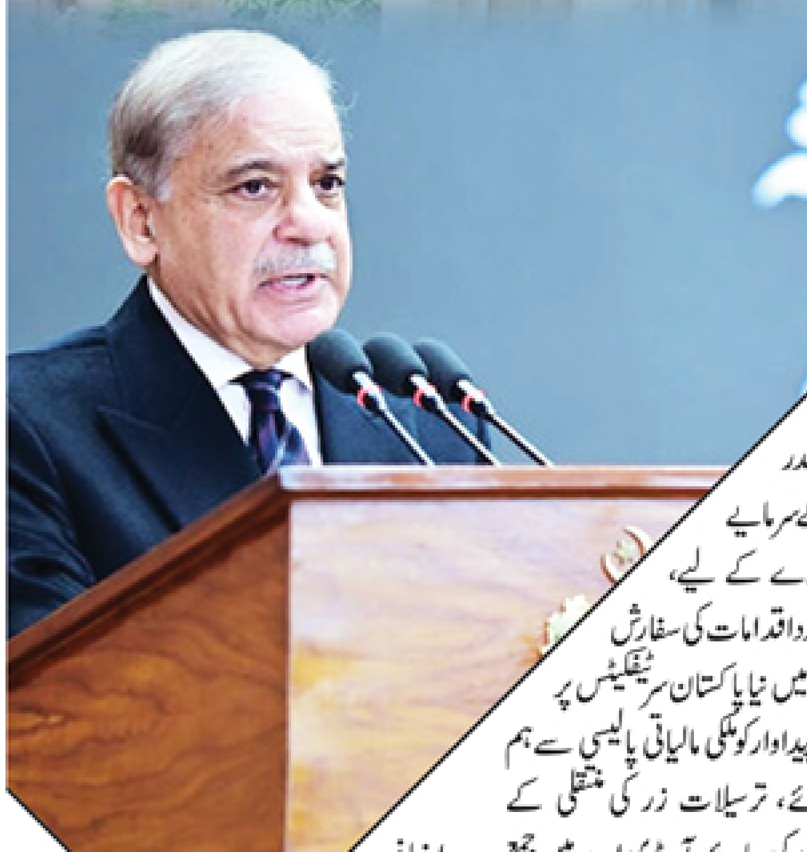

ڈائیسپورا کیپٹل یعنی سمندر پار پاکستانیوں کے سرمایے سے بہتر استفادے کے لیے، رپورٹ میں متعدد اقدامات کی سفارش کی گئی ہے، جن میں نیا پاکستان سرٹیفکیٹس پر دی جانے والی پیداوار کو ملکی مالیاتی پالیسی سے ہم آہنگ کیا جائے، ترسیلات زر کی منتقلی کے اخراجات میں کمی کی جائے، آر ڈی اے میں جمع ہونے والے فنڈز کو خصوصی اقتصادی زونز اور ایگرو پروسیسنگ انڈسٹریز جیسے زیادہ مؤثر اور پیداواری شعبوں کی طرف منتقل کیا جائے۔ رپورٹ میں یہ بھی نشاندہی کی گئی ہے کہ پاکستان کی پالیسیوں میں فکسڈ اور فلوٹنگ ایکسچینج ریٹ کے درمیان بار بار کی تبدیلیوں نے حالیہ برسوں میں روپے کی قدر میں کمی کو ہوا دی۔ اس مسلسل گراوٹ کے نتیجے میں تجارتی خسارے میں اضافہ ہوا، درآمدی اشیا کی لاگت میں نمایاں اضافہ دیکھنے میں آیا اور معاشی استحکام بری طرح متاثر ہوا ہے۔ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے رپورٹ میں زرمبادلہ کے ذخائر کے انتظام کے لیے ایک زیادہ حکمت عملی پر مبنی، مستحکم اور منظم فریم ورک اپنانے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے تا کہ کرنسی کی قدر میں غیر ضروری اتار چڑھاؤ سے بچا جاسکے اور معیشت کو پائیدار بنیادوں پر استوار کیا جاسکے۔

رواں سال تارکین وطن کی ترسیلاتِ زر ہدف سے زائد رہیں گی، آئی ایم ایف

کنزیومرواچ نیوز

عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) نے تخمینہ لگایا ہے کہ رواں سال تارکین وطن کی ترسیلاتِ زر ہدف سے زائد رہیں گی تاہم آئندہ مالی سال میں ترسیلاتِ زر کا حجم رواں مالی سال سے کم رہے گا۔ رپورٹ کے مطابق آئی ایم ایف کےتخمینہ جات کے مطابق رواں مالی سال ترسیلات زر پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار کسی بھی مالی سال کےدوران سب سے زیادہ رہیں گی، لیکن رواں مالی سال کے مقابلے میں آئندہ مالی سال اس میں کمی آئے گی۔ آئی ایم ایف کا کہنا ہے کہ اس کے بعد ہر مالی سال ترسیلات زر میں بتدریج اضافہ

ہوگا اور مالی سال2029-30 تک ترسیلات زر بڑھ کر38 ارب48 کروڑ70 لاکھ ڈالرز پر پہنچ جائیں گی۔آئی ایم ایف کی اسٹاف رپورٹ کےمطابق رواں مالی سال کے مقابلے میں آئندہ مالی سال ترسیلات زر میں کمی کا تخمینہ لگایا گیا ہے تاہم آئی ایم ایف نےرواں مالی سال ترسیلات زر حکومتی ہدف سے زیادہ رہنے کی توقع ظاہر کی ہے۔آئی ایم ایف کے مطابق آئندہ مالی سال ترسیلات زر35 ارب76 کروڑ10 لاکھ ڈالرز اور رواں مالی سال ترسیلات زر 36 ارب 20 کروڑ 10 لاکھ ڈالرز رہنے کا تخمینہ ہے۔رواں مالی سال کے لیے ترسیلات زر کا حکومتی مقررہ ہدف30 ارب27 کروڑ80 لاکھ ڈالرز ہے جبکہ گذشتہ مالی سال ترسیلات زر کا حجم 30 ارب25 کروڑ10 لاکھ ڈالرز رہا تھا۔اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق رواں مالی سال کےپہلے 10 ماہ جولائی2024 سے لے کر اپریل2025 کےدوران ترسیلات زر 31 ارب 20 کروڑ ڈالرز رہیں جبکہ گذشتہ مالی سال اسی مدت میں ترسیلات زر کا حجم 23 ارب 90 کروڑ ڈالرز تھا۔اس طرح یعنی رواں مالی سال کے پہلے10 مہینوں میں ترسیلات زر میں سالانہ بنیادوں پر 30اعشاریہ9 فیصد کا بڑا اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3